REGD-E-P-No 67

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۶۷

جلد ۶ | ۲۳ ر امان ۱۳۳۶ھ ش | ۲۰ ر شعبان ۱۳۷۶ھ ۲۳ ر مارچ ۱۹۵۷ء | نمبر ۱۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۰ ر مارچ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ :-

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے، حضرت نواب عبد اللہ خاں صاحب اور مکرم مولوی برکات احمد صاحب کی صحت کاملہ کے لئے بھی احباب دعا فرمادیں۔

قادیان ۱۸ ر مارچ۔ نظارت دعوت و تبلیغ کے زیر اہتمام ابھی مسجد اقصیٰ میں مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت کی زیر صدارت ایک انعامی تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں پندرہ احباب نے حصہ لیا۔ اول، دوم اور سوم آنے والوں کو نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف انعام دیئے گئے۔ مفصل رپورٹ آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ شائع ہوگی۔

ہندو قوم کا اسلام کی طرف رجحان

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

(۱)

بھارت کی مکمل آزادی کے بعد اہلِ وطن میں ترقی کے آثار نمایاں طور پر آنے لگے ہیں۔ وہ پرانی باتوں کو چھوڑ کر رفتہ رفتہ روشن خیالات کو اپنانے لگے ہیں۔ زمانہ کے عالمگیر انقلابات اور تغیرات کے نتیجہ میں خاص طور پر اس ملک کی ہندو قوم کے سیاسی خیالات کے ساتھ ساتھ مذہبی تمدنی خیالات میں بھی غیر معمولی تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔ اور وہ اپنی آئندہ زندگی کے لئے نئے نئے اصول و قواعد وضع کر کے ان پر عملدرآمد کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخفی حکمتیں انہیں غیر معمولی ترقی دینے کے لئے اسلام کے زیادہ قریب لا رہی ہیں۔ کیونکہ جو اصلاحات ان میں رائج ہو رہی ہیں وہ ساری کی ساری اسلامی تعلیم کا جزو ہیں۔ اور اس طرح غیر شعوری طور پر ان کا رجحان اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ جب ان کے بارہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وہ پیشگوئی واضح طور پر پوری ہو جس میں آپ نے فرمایا :-

"مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔"

(اشتہار ۱۲ ر مارچ ۱۸۹۷ء)

بہر حال اس نیک اور خوشکن تبدیلی کے جو آثار اس وقت نظر آتے ہیں۔ ان کی چند مثالیں نہایت اختصار کے ساتھ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں :-

(۱) اس زمانہ میں ہندو قوم بت پرستی کو چھوڑ کر توحید کی طرف مائل ہو چکی ہے اور یہ ایک خالص اسلامی نظریہ ہے۔ جس سے متاثر ہو کر ان کے لیڈر پیدا ہو گئے ہیں۔ جو توحید کا پرچار کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ہمارے ہندو بھائی اب تمام طور پر بت پرستی سے متنفر ہو رہے ہیں۔

(۲) ہمارے ہندو بھائی اب بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ذات پات کی تمیز سخت خطرناک اور مضر ہے۔ اور ملکی و قومی ترقی کے راستہ میں سخت روک ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو اسے دور کر دینا چاہیئے یہ بھی سراسر اسلامی تعلیم ہے۔ جس سے وہ انکار نہیں کر سکتے۔

(۳) چھوت چھات کی رسم ایک لعنت ہے جس نے ہمارے ہندو بھائیوں کو صحیح تمدن کی حد و سے بہت دور جا پھینکا ہے۔ اس کے متعلق بھی اب ان کو احساس پیدا ہو رہا ہے اور وہ اسے بطیب خاطر ترک کر رہے ہیں۔ اسلام نے اس لعنت کو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال سے دور کر رکھا ہے۔

(۴) گذشتہ چند سالوں سے ہمارے برادرانِ وطن کا یہ بھی طریق رہا ہے کہ انہوں نے اپنے آدمی غیر ممالک میں بھیج کر ان ممالک میں مذہب و تمدن اور سیاست کے متعلق ہندو نقطۂ نگاہ کے ذریعہ ان لوگوں سے تعلقات پیدا کئے۔ یہ اسلام کی اقتداء و پیروی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے اس کے متعلق بھی تعلیم دے رکھی ہے۔

(۵) ہمارے ہندو بھائیوں نے علوم و فنون کی طرف بھی خاص توجہ دے رکھی ہے اور یہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ (اطلبوا العلم ولو کان بالصین) ہندو اسے بھی نظر انداز کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ وہ مجبور ہیں کہ اس کے مطابق عملی ترقی کریں۔ ورنہ وہ کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔

(۶) قرآن کریم دماغ و عقل سے کام لینے کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے۔ اور ان لوگوں کی تعریف کرتا ہے۔ جو اس سے کام لیتے اور غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ وہ عقل مندان لوگوں کو قرار دیتا ہے جو زمین و آسمان اور کائنات عالم اور اس کے انقلابات پر تدبر کرتے رہتے ہیں ہمارے ہندو بھائیوں نے اس طرف توجہ کر کے اسلامی تعلیم کی برتری کی تصدیق کر دی ہے۔

(۷) تمدنی دائرہ میں بیوگان کے نکاح کے سوال بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ باوجود اس کے کہ اس نے اس قوم کو سخت حیران و پریشان کر رکھا تھا۔ وہ پھر بھی اس کے سخت مخالف رہی۔ مگر زمانہ کے حالات نے انہیں مجبور کر دیا ہے۔ اور اب وہ خود ہی اس پر ضرورت سے زیادہ زور دے رہی ہے۔ بلکہ شاید وہ اس معاملہ میں مسلمانوں سے دو چار قدم آگے نکل چکے ہیں۔

(۸) یہی حال وراثت کا ہے۔ اسلام اس کی تقسیم کا حکم دے کر تمدنی مشکلات کے حل کا راستہ نکالتا ہے۔ اس لئے اب ہندو بھائیوں کی طرف سے اسباب پر زور دیا جاتا ہے کہ اس ملک میں رائج کیا جائے۔ اس کے لئے بل بھی پیش کئے جاتے رہے ہیں تاکہ لڑکیوں کو بھی لڑکوں کی طرح وراثت کا حصہ مل سکے۔ اور وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو سکیں جس کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے اسلامی تعلیم کے اس حصہ کی بھی برتری کو تسلیم کر لیا۔ اور اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔

(۹) رشوت کے بارہ میں رائج در صایا کی سی بیخ کا ذکر آئے دن اخبارات وغیرہ میں چھپتا رہتا ہے۔ اور سب کو معلوم ہے کہ اسے ملک سے نیست و نابود کرنے کے لئے سنجیدہ طبقہ کس قدر کوشاں ہے۔ اسلام نے تو واضح طور پر لوگوں کا مال باطل طور پر کھانے سے قرآن کریم میں روک دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ایسے لوگ دراصل اپنے پیٹوں میں مال نہیں بلکہ آگ ڈالتے ہیں۔ ہندو قوم اس کے مہلک اثرات سے بچنے کے لئے اپنا پورا زور صرف کر رہی ہے۔

(۱۰) شراب جو تمام برائیوں کی جڑ اور ام الخبائث ہے سے اسلام نے اپنے پیرودں کو سختی سے روک دیا ہے اور نہ صرف یہ کہ اسے اس نے حکم دیکر بند کر دیا ہے۔ بلکہ ملک سے عملاً اس کا وجود ختم کر کے اپنی تاثیر کی دھاک بٹھادی ہے۔ اور آج کی مہذب دنیا اس کے سامنے سخت شرمندہ ہے۔ اس کے متعلق بھی ہمارے ہندو بھائی انتہائی زور دے رہے ہیں کہ اسے بند کر دیا جائے۔ اور ملک کے اخلاق کو اس کی زد سے بچایا جائے۔

ان امور سے صاف طور پر یہ امر عیاں ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک بھی قرآن کریم کی تعلیم مقدم اور لفظاً و معناً قابل تقلید ہے۔ ہمارے ہندو بھائی عملی رنگ میں اسلامی تعلیم کو اپنی زندگی کا جز بنا رہے ہیں۔ اور گو وہ ابھی ظاہر میں اسلام کے قائل نہیں۔ مگر چپکے چپکے اپنی زندگی کا معیار بنا رہے ہیں۔ گویا ہمارے ہندو بھائیوں نے زمانہ سے مجبور ہو کر اسلام کے آگے اپنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور اس طرح روحانی رنگ میں اسلام کی فتح کا اقرار لیا ہے۔

(۱۱) اسلام کا ایک فرودی جز جس پر اس نے بہت زور دیا ہے، صفائی ہے۔ ہندو قوم بھی یورپ کی طرح اسلام کے اس حکم کو اپنانے کی کوشش میں لگ گئی ہے وہ غسل کے علاوہ داتن کو استعمال کرنے لگی ہے۔ اسلام نے مسواک پر انتہائی زور دیا ہے حتیٰ کہ عبادت کو زیادہ سنوارنے اور اسے ستائیس گنا زیادہ درجہ دینے کے لئے مسواک کا استعمال اس کا موجب بتایا ہے جس سے نمازیوں کو علاوہ اپنی عبادت کو اعلیٰ بنانے کے اپنی صحت کا بھی خاص طور پر خیال پیدا ہو جاتا ہے۔

—— (باقی) ——

ملک صلاح الدین ایم۔اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

دورہ جنوبی ہند کے متفرق کوائف!

(علاقہ جنوبی ہند کا دورہ کرنے والے وفد کے اراکین کی طرف سے جو خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ احباب کی دلچسپی کے لئے ان کی تیسری قسط ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

—— (۱) ——

مورخہ ۲؍ مارچ بعد نماز عصر ۵ بجے شام جماعت احمدیہ بنگلور کی طرف سے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اعزاز میں "دار الفضل" مکان جناب بی عبدالرحیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پر At Home دیا گیا جس میں شہر کے معززین اور عمائدین نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب مولوی محمد امام صاحب نے جماعت کی طرف سے ایڈریس پڑھا۔ جس کے جواب میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے آدھ گھنٹہ بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ جس میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی اور اسلامی کارناموں کو پیش کر کے بتایا کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ آپ حضرات بھی جماعت احمدیہ کے کاموں سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس جماعت کا اسلام سے کس قدر گہرا تعلق ہے۔ اور جماعت احمدیہ کا یہ شاندار کام ہی اس کی صداقت کی بیّن دلیل ہے۔ تقریب کے اختتام کے بعد عمائدین شہر سے صاحبزادہ صاحب کا تعارف کروایا گیا۔ صاحبزادہ صاحب کے پُر اثر خطاب سے متاثر ہو کر ایک ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب اس جوانی کے زمانہ میں ہی اپنے اندر ایک روحانی کشش رکھتے ہیں۔ اور آپ کے خیالات بہت پاکیزہ اور مفید ہیں۔ آخر ایسا اولوالعزم اور شاندار انسان کے پوتے ہیں۔ اسی رات کو ۹ تا ۱۲ بجے شب ٹاؤن ہال میں جماعت کی طرف سے ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا جماعت کی طرف سے اس جلسہ کا اعلان بذریعہ اخبارات و پوسٹرز کیا گیا۔ ادھر اخبار "آزاد" اور "روشنی" بنگلور نے مسلمانوں کو اس جلسہ میں شامل ہونے سے منع کیا۔ اور ایمان کا واسطہ دیا گیا۔ مگر اس مخالفت کے باوجود بھی ۱۲ صد کے قریب افراد شریک جلسہ ہوئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے صدارت فرمائی۔ تلاوت و نظم کے بعد مولوی محمد صادق صاحب ناقد مبلغ بنگلور نے تعارفی تقریر کی۔ جس میں جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے صاحبزادہ صاحب کا حاضرین سے تعارف کروایا۔ بعد ازاں محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے "مسلمانوں کی مشکلات کا حل" کے عنوان پر سوا گھنٹہ تقریر کی۔ اور ضمناً صداقت احمدیت کے دلائل بیان فرمائے۔ آپ کے بعد خاکسار (مولوی شریف احمد امینی الناقل) نے "پیغام امن" کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں بتایا کہ دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا جب تک اسلامی اصولوں کو دل میں جگہ دے کر ان پر صدق دل سے عمل نہ کیا جائے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی رحمۃ للعالمین ہے۔ آپ کی تعلیمات میں باعث رحمت و امن ہیں۔ اور اس زمانہ میں ان تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لئے اور شریعت اسلامیہ کو جاری و ساری کرنے کے لئے بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام مبعوث ہوئے ان کی آواز پر لبیک کہنا اور ان کے بتائے طریق پر چل کر ہی دنیا میں امن ہو سکتا ہے آخر میں صاحبزادہ صاحب نے حاضرین کو توجہ دلائی کہ وہ صداقت احمدیت معلوم کرنے کیلئے اس نسخہ پر عمل کریں کہ خود خدا تعالےٰ سے ہی دعا کریں کہ وہ انکو صحیح رستے کی طرف رہنمائی کرے اگر وہ صدق دل سے چند دنوں تک اس طریق کو اختیار کریں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ضرور ان پر حق کو کھول دے گا۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہیں جواب دوں گا۔ اور جلسہ بارہ ۱۲ بجے رات حسب پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(دستخط مولوی شریف احمد صاحب امینی مورخہ ۴/۳/۵۷)

—— (۲) ——

الحمد للہ کہ مجھے بھی مدراس کے جلسوں میں شرکت کا موقعہ ملا۔ سیٹھ یوسف الدین صاحب اور انکی بیگم صاحبہ عائشہ سلطانہ بیگم ایم۔ اے بی۔ ٹی۔ بھی سکندر آباد سے میرے ساتھ تشریف لائے کل رات کا جلسہ جو علی محی الدین صاحب کے مکان واقع میلاپور زیر صدارت حضرت صاحبزادہ صاحب منعقد ہوا کامیاب رہا۔ گو حاضری کم تھی۔ مگر الحمد للہ اچھے سامعین تھے تلاوت قرآن و نظم کے بعد مولوی امینی صاحب نے سلسلہ کے قیام کی غرض اور ضرورت صاحبزادہ کی آمد کو اہل مدراس کے لئے باعث برکت بتایا اور زیادہ سے زیادہ سچے احمدی بن کر فائدہ اٹھانے کی تلقین فرمائی۔ ازاں بعد مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے ایک گھنٹہ مسلسل تقریر فرمائی جس میں ہر رنگ میں ثابت کیا کہ سلسلہ احمدیہ ایک بے انتہا مفید سلسلہ ہے۔ کیا بلحاظ اعتقاد کیا بلحاظ اعمال اس قابل ہے کہ لوگ اس میں داخل اور تبلیغ منذکرہ کے اللہ تعالےٰ سے ثواب دارین حاصل کریں۔ حاضرین بہت محظوظ ہوئے اس کے بعد ملک رفیع صاحب نے نظم سنائی اور صدارتی تقریر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک مختصر اور جامع تقریر فرمائی۔ جس میں غیر احمدی اور احباب ذکور و اناث سب کو مخاطب فرمایا۔ کہ وہ دین کا علم سیکھیں اس کو پھیلائیں حضور کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ نوجوان وقت ضائع نہ کریں اور جلد جلد عالم با عمل بن جائیں رات ۱۲ بجے جلسہ ختم ہوا۔

(دستخط مولوی اسماعیل وکیل یادگیری مورخہ ۸/۳/۵۷)

—— (۳) ——

آج ہم انشاء اللہ شام کو سیلون ٹرانکور روانہ ہوں گے۔ ٹکٹ خریدے جا چکے ہیں۔ اور ریزرو کروالی گئی ہیں۔ آج گورنر مدراس سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی معیت مولوی محمد سلیم صاحب، مولوی امینی صاحب آزاد نوجوان صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب اور خاکسار (محمد اسمٰعیل صاحب وکیل) کی ملاقات راج بھون میں ½۱۰ بجے ہوئی۔ اس موقع پر ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی حیثیت سے صاحبزادہ صاحب نے ایک انگریزی قرآن مجید کا تحفہ گورنر صاحب مدراس جناب مسٹر اے۔ جے۔ جان گورنر مدراس کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے اس کو قبول کر کے شکریہ ادا کیا اور جماعت کے متعلق مختلف قسم کی باتیں پوچھتے رہے۔ تفصیلی ملاقات انشاء اللہ کسی دوسرے وقت شائع کی جائیں گی۔ اور گورنر صاحب مدراس نے ہم سب حضرات کو تواضع بسکٹ اور کافی سے فرمائی۔ تقریباً نصف گھنٹہ تک ملاقات رہی۔ اس موقعہ کا فوٹو بھی ہماری طرف سے راج بھون لیا گیا ہے۔

(دستخط مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری ۹/۳/۵۷)

ہم خیریت سے کوئیلون پہنچ گئے۔ یہاں جماعت کے افراد ہمارے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ یہاں سے ہم ۱۶ میل موٹر میں کروناگاپلی جائیں گے۔ وہاں سے جمعہ کی نماز کے بعد ہم کالیکٹ کے لئے روانہ ہوں گے۔ کالیکٹ کروناگاپلی سے کافی دور واقع ہے۔ یہ سفر ہمارا انشاء اللہ موٹر سے طے ہو گا۔

—— (۴) ——

الحمد للہ کہ مدراس کے جلسے ہر طرح کامیاب رہے۔ اس علاقہ کے دورہ پر میرے ساتھ مولوی محمد سلیم صاحب۔ نوجوان صاحب اور اسماعیل وکیل ہیں۔ ہمارا یہ دورہ انشاء اللہ ۲۵؍ مارچ تک ختم ہو جائے گا۔ اور ہم ۲۶؍ مارچ کی شام تک واپس حیدر آباد پہنچ جائیں گے۔ واپسی پر ہی گورنر حیدر آباد سے ملاقات کا بندوبست کرنے کے لئے حکیم صاحب کو لکھا گیا ہے۔ ۲۸/۲۹؍ مارچ کو اس کا انتظام ہو گا۔ اب تک ہم صوبہ کے گورنروں میں سے صوبہ میسور۔ صوبہ مدراس کے گورنر سے مل چکے ہیں۔ صوبہ کیرلا کے گورنر سے ملاقات کی کوشش بھی جاری ہے۔ وقت مل جائے اور گورنر صاحب کو فرصت ہو گی تو مل جائیں گے۔

ہر گورنر کو قرآن شریف انگریزی کا تحفہ پیش کیا جا رہا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے جلسوں کو کامیاب فرمائے۔ اور ہم سب سے راضی ہو جائے۔

(دستخط حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد ۱۲/۳/۵۷)

شکریہ احباب

(از حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن)

خاکسار کو چند روز پیشتر ہچکی کی بیماری ہوئی تھی۔ جوانوں کے لئے یہ معمولی بیماری ہے مگر بڑی عمر کے لوگوں کے لئے یہ خطرناک بیماری ہے۔ میری عمر اس وقت ۸۰ (اسّی) سال کی ہے۔ میرے والد صاحب اسی بیماری میں وفات پا گئے اور میرے بھائی احمد بھائی بھی اسی بیماری میں گذر گئے۔ مجھے یہ بیماری آگے دو بار ہوئی تھی۔ یہ تیسری بار ہوئی۔ مگر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی معجزانہ دعا اور احمدی بھائی بہنوں اور عزیزوں کی دعا کے طفیل خدا تعالےٰ نے پھر ایک بار شفا عطا فرمائی ہے۔ جس کے لئے خاکسار سب کا ممنون و مشکور ہے۔ خدا تعالےٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار عبد اللہ الہ دین

اعلان

جملہ احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ مخرجین اور منافقین نے معاندانہ کارروائیوں کے لئے ایک نام نہاد "حقیقت پسند پارٹی" بنا رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک کتاب بعنوان "دور حاضر کا مذہبی آمر" شائع کی ہے۔ اس لئے جماعت کا ہر فرد ایسے لٹریچر کی خرید سے کلی اجتناب کرے۔ اسبارہ میں ایک مفصل اعلان تمام افراد جماعت اور عہدیداران و مبلغین کی توجہ کے لئے شائع کیا جا چکا ہے۔ امید ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔ تاکہ اس فتنہ کا اثر جماعتہائے ہند پر قطعاً نہ ہو اور مرکز ان کی تمام کارروائیوں سے باخبر رہے۔

ملک صلاح الدین ناظر امور عامہ قادیان

خطبہ جمعہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (نساء)

یہ آیت بتاتی ہے کہ امام کی کامل اطاعت نظام کو قائم رکھنے اور کامیابی حاصل کرنے کا بڑا بھاری گُر ہے

جنگِ اُحد بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ اس گُر کو کبھی فراموش نہ کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (نساء ع)

اس کے بعد فرمایا۔

غزوۂ اُحد

ہمارے لئے اپنے اندر بہت سے سبق رکھتا ہے چنانچہ اسی کے ایک واقعہ کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ جو مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب جنگ احد کے لئے تشریف لے گئے۔ تو آپ نے تجویز کیا کہ اسلامی لشکر اپنے پیچھے پہاڑ رکھ لے۔ تا کہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے۔

ایک پہاڑی درہ

پر جہاں سے دشمن کے آنے کا امکان ہو سکتا تھا آپ نے پچاس سپاہیوں کو اس کی حفاظت کے لئے کھڑا کر دیا۔ اور سپاہیوں کے افسر کو تاکید کی۔ کہ یہ درہ اتنا ضروری ہے۔ کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں۔ تم نے اس جگہ سے نہیں ہٹنا۔ لڑائی شروع ہوئی تو پہلے ہی ہلّہ میں

مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی

اور کفار میدان سے بھاگ نکلے۔ حضرت خالدؓ اور حضرت عمرو ابن العاص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ جب کفار بھاگے اور مسلمان ان کے پیچھے دوڑے۔ تو درہ پر متعین سپاہیوں نے اپنے افسر سے کہا کہ اب تو دشمن کو شکست ہو چکی ہے۔ اب ہمیں بھی جہاد میں حصہ لینے کا موقعہ دیا جائے۔ افسر نے ان کو اس بات سے روکا۔ اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ خواہ کچھ ہو جائے۔ ہم مارے جائیں۔ یا جیت جائیں۔ تم نے اس جگہ سے نہیں ہلنا۔ اس لئے میں تمہیں درہ چھوڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ ہم فتح کے بعد بھی اس جگہ سے نہ ہلیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تو یہ مطلب تھا کہ دشمن سے اس

درہ کی حفاظت

کی جائے۔ لیکن اب تو دشمن بھاگ چکا ہے اور مسلمانوں کو فتح ہو چکی ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ہم یہیں ٹھیرے رہیں۔ افسر نے کہا تم جو چاہو کرو۔ لیکن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے یہاں سے نہیں ہلوں گا۔

معلوم ہوتا ہے

وہ ماتحت سپاہی پیغامی قسم کے تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ہم تو معقول بات مانیں گے۔ غیر معقول بات نہیں مانیں گے۔ اگر افسر کی ہر بات کو مان لیا جائے۔ تو یہ شرک ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہمارا افسر کہتا ہے کہ بے شک مسلمانوں کو فتح ہو گئی ہے۔ اور کفار بھاگ گئے ہیں۔ لیکن تم یہاں سے نہ ہلو۔ یہ حکم معقول نہیں۔ ہم اپنی عقل سے کام لیں گے۔ اور جہاد میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں گے۔ اب فیوچر کو کون جان سکتا ہے۔ حال کو تو ہر شخص جانتا ہے۔ لیکن یہ بات مستقبل سے تعلق رکھتی تھی۔ اور مستقبل کا علم نہ اس افسر کو تھا۔ اور نہ ماتحتوں کو دونوں فریق نہیں جانتے تھے کہ آئندہ کیا ہوگا۔ لیکن افسر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے اس بات پر اصرار کر رہا تھا۔ کہ اس جگہ سے نہ ہلا جائے۔ اور ماتحت سپاہیوں کا خیال تھا کہ ہم تو صرف معروف میں اس کی اطاعت کریں گے اور معقول بات مانیں گے غیر معقول بات کی اطاعت نہیں کریں گے۔ دشمن بھاگ چکا ہے۔ اور مسلمان فوج کو فتح حاصل ہو چکی ہے۔ اب یہاں ٹھہرنا غیر معقول بات ہے۔ جسے ہم ماننے سے قاصر ہیں۔

ہم جہاد میں حصہ لیں گے

اور اس طرح ثواب حاصل کریں گے۔ گویا انہوں نے اپنی طرف رحمانی اور افسر کی طرف شیطانی بات منسوب کی۔ بہر حال وہ افسر کو اکیلا چھوڑ کر نیچے آ گئے۔ حضرت خالدؓ کی نظر دوڑتے ہوئے اس درہ پر پڑی۔ جب انہوں نے اسے خالی پایا۔ تو انہوں نے حضرت عمرو ابن العاص کو بلایا دونوں جرنیلوں نے اپنے بھاگتے ہوئے دستوں کو پھر سنبھالا۔ اور اسلامی لشکر کا بازو کاٹتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جب درہ پر پہنچے تو افسر کے ساتھ صرف چند سپاہی تھے۔ جو درہ کی حفاظت کے لئے کھڑے تھے۔ باقی سپاہی نیچے جا چکے تھے۔ دشمن فوج نے ان پر حملہ کر کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اس کے بعد پشت پر سے اسلامی لشکر پر حملہ آور ہو گئے۔ مسلمان سپاہی اس وقت بکھرے ہوئے تھے۔ فوج کا ایک حصہ غنیمت کا مال جمع کر رہا تھا۔ اور ایک حصہ دشمن فوج کا تعاقب کر رہا تھا۔ اور مسلمان مطمئن تھے۔ کہ درہ پر متعین دستہ کی وجہ سے ان کی پشت محفوظ ہے۔ اس لئے

جب اچانک حملہ ہوا

تو منتشر اسلامی فوج مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلی۔ صرف چند صحابہ دوڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ اور دشمن نے اس مقام پر جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے شدت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے آپ کی حفاظت کرنے والے صحابہ میں سے

بڑی تعداد شہید ہو گئی

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے اور صحابہ کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ خبر مدینہ میں بھی جا پہنچی۔ اس پر عورتوں اور بچوں میں بھی سخت کرب پیدا ہو گیا۔ اور وہ دیوانہ وار احد کی طرف دوڑ پڑے۔ یہ سارا نتیجہ صرف پیغامیت کا تھا۔ اگر بعض لوگوں کے دلوں میں یہ

پیغامی عقیدہ

نہ ہوتا کہ ہم نے صرف معقول بات ماننی ہے تو مسلمانوں کو فتح کے بعد شکست نہ ہوتی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو تکلیف نہ پہونچتی۔ بہر حال درہ کی حفاظت کرنے والوں نے پیغامی عقیدہ کے ماتحت افسر کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ انہیں پتہ نہیں تھا۔ کہ معقول بات کونسی ہے۔ افسر کا حکم معقول ہے یا وہ بات جو وہ کہہ رہے ہیں وہ معقول ہے کیونکہ یہ بات مستقبل کے متعلق تھی اور مستقبل کا علم نہ افسر کو تھا۔ اور نہ ماتحت سپاہیوں کو۔ اگر تم یہ کہو کہ امام اگر چوری کا حکم دے تو کیا پھر بھی اس کی اطاعت کی جائے گی۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ امام ہی کب رہے گا۔ جو یہ کہے کہ چوری کرو۔ آخر وہ ایسی ہی بات کہے گا جو اجتہادی ہوگی جو مستقبل سے تعلق رکھتی ہوگی۔ اور مستقبل کا علم نہ امام کو ہوتا ہے اور نہ مقتدی کو ہوتا ہے۔ تو پھر اختلاف کس بات کا رہا۔ امام ایک ایسے زمانہ کے متعلق بات کہتا ہے۔ جس کا نہ اسے علم ہے اور نہ مقتدی اسے جانتے ہیں۔ پھر ماتحت کو کس نے اجازت دی ہے کہ وہ کہے۔ کہ میں تو اپنی عقل کے مطابق کام کروں۔ اور امام کی بات نہیں مانوں گا۔ اگر وہ ایسا کرے گا۔ تو نتیجہ وہی ہوگا۔ جو احد کے واقعہ میں ہوا۔ احد کی جنگ میں جب بعض مسلمانوں نے پیغامیت کا مظاہرہ کیا۔ تو اس کے نتیجہ میں دشمن شکست کے بعد جیتا۔ کفار پیچھے کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اور انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی خیال کر لیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ گو خدا تعالےٰ نے

واللہ یعصمک من الناس کی پیشگوئی

کے مطابق آپ کو بچا لیا۔ لیکن یہ خبر مدینہ میں بھی جا پہنچی۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ابوسفیان نے اس وقت بڑے زور سے پکارا اور کہا۔ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مار دیا ہے۔ گویا اس نے فخر سے اسبات کا اعلان کیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت اسلام کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کی بات کا جواب نہ دیا۔ تا ایسا نہ ہو کہ دشمن حقیقت حال سے واقف ہو کر پھر حملہ کر دے۔ جب اسلامی لشکر کی طرف سے اس بات کا کوئی جواب نہ ملا۔ تو ابوسفیان کو یقین ہو گیا۔ کہ اس

کا خیال درست ہے۔ پھر اس نے بڑے زور سے پکار کر کہا۔ کہ ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی حکم دیا۔ کہ کوئی جواب نہ دیں۔ پھر ابوسفیان نے بلند آواز سے کہا۔ کہ ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جو بہت جوشیلے تھے اس کے جواب میں یہ کہنا چاہا۔ کہ ہم لوگ خدا تعالےٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔ اور تمہارا سر توڑنے کے لئے موجود ہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عمرؓ خاموش رہو۔ اور مسلمانوں کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ جب ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تینوں کو شہید کر دیا ہے۔ تو اس نے بلند آواز سے کہا۔ لنا عزّی ولا عزی لکم دیکھو عزّیٰ دیوتا ہمارے ساتھ ہے تمہارے ساتھ کوئی عزّیٰ نہیں۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہو اللّٰہ مولیٰ ولا مولیٰ لکم۔ خدا تعالےٰ ہمارا والی اور نگران ہے۔ لیکن تمہارا کوئی والی اور نگران نہیں چنانچہ آپ کی یہ بات سچی نکلی مسلمان پھر جمع ہوئے اور انہوں نے کفار کو شکست دے دی۔ غرض جنگ احد میں جو شکست مسلمانوں کو اٹھانی پڑی۔ وہ

محض پیغامی عقیدہ کی وجہ سے تھی

اگر اس وقت کوئی پیغامی عقیدہ نہ ہوتا۔ اور وہ لوگ سمجھتے کہ ہمیں تو اولی الامر منکم کی اطاعت کا حکم ہے۔ اور یہ نہ کہہ دیتے۔ کہ فتح کے بعد بھی اس مقام پر کھڑے رہنا بے وقوفی ہے۔ تو مسلمانوں کو شکست نہ اٹھانی پڑتی۔ لیکن ان لوگوں نے پیغامی عقیدہ کے ماتحت اپنے افسر کی بات نہ مانی۔ اور اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہو گئے۔ اور ایسی حالت میں مبتلا ہوئے کہ صحابہؓ کو خیال پیدا ہوا۔ کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ پیغامی عقیدہ یہی ہے۔ کہ ہر بات میں اطاعت کرنی ناجائز ہے۔ لیکن

سوال یہ ہے

کہ ہر بات کے یہ کہاں معنے ہیں۔ کہ چوری یا زنا کا حکم بھی اس میں شامل سمجھ لیا جائے۔ اگر کوئی امام چوری یا زنا کا حکم دے گا۔ تو وہ آپ ہی اپنے آپ کو اسلام سے خارج کریگا اطاعت کے مفہوم میں بہرحال وہی سوال آئے گا۔ جو شریعت کے مطابق ہوگا۔ اور یہ سیدھی

بات ہے کہ ایسے امور میں اگر نظام کو قائم رکھنا ہے۔ تو امام کی بات مانی جائے گی۔ کیونکہ کسی کو کیا علم ہے۔ کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے۔ نہ امام کو مستقبل کا علم ہو سکتا ہے اور نہ مقتدی کو۔ پھر یہ کیونکر سمجھ لیا جائے کہ امام کو تو مستقبل کا علم نہیں۔ صرف مقتدی کو مستقبل کا علم ہے۔ اس لئے مقتدی اس بات کا حق رکھتا ہے۔ کہ وہ مستقبل کے متعلق فیصلہ کرلے۔ اور امام کے خلاف کھڑا ہو جائے۔ لیکن امام اس بات کا حق نہیں رکھتا۔ کہ وہ مستقبل کے متعلق کوئی اندازہ لگائے۔ اور مقتدیوں کو کوئی حکم دے۔ اگر مستقبل کا کوئی پتہ نہیں لگ سکتا۔ تو نہ امام کو اس کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور نہ مقتدی کو اس کا علم ہو سکتا ہے۔ اور اگر مستقبل کا پتہ لگ سکتا ہے۔ تو امام کو بھی اس کا پتہ لگ سکتا ہے اور مقتدی کو بھی اس کا علم ہو سکتا ہے۔ گویا اگر مستقبل کا پتہ نہیں لگ سکتا تو امام اور مقتدی دونوں کو نہیں لگ سکتا۔ اور اگر پتہ لگ سکتا ہے۔ تو امام اور مقتدی دونوں کو لگ سکتا ہے۔ اگر مستقبل کا علم دونوں کو ہو سکتا ہے۔ تب بھی دونوں برابر ہو گئے۔ اور اس صورت میں اولی الامر منکم کے ماتحت امام کے حکم کی اطاعت فرض ہو گئی۔ اگر دونوں کو پتہ نہیں لگ سکتا تب بھی دونوں برابر ہو گئے۔ اور

اولی الامر منکم کے ماتحت

امام کے حکم کی اطاعت لازمی ہو گئی۔ اور احد کی عملی مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ درہ پر متعین سپاہیوں نے اپنے افسر کے سامنے عقلی دلیل پیش کی۔ اور اس عقلی دلیل سے انہوں نے خیال کیا۔ کہ ان کے افسر کا حکم غلط ہے۔ اور ہم نے جو بات سمجھی ہے وہ معقول ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ انہوں نے اپنے نزدیک معقول بات پر عمل کیا۔ ان کی بات غلط نکلی۔ اور افسر کی بات ٹھیک نکلی۔ اور نتیجہ یہ نکلا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شدید تکلیف پہنچی۔ اور بعض صحابہؓ کو بھی اتنی تکلیف پہنچی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق خیال کر لیا گیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ آپؐ کی خود کا کیل آپ کی پیشانی میں گھس گیا۔ اور ایک صحابیؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے دانتوں سے نکالا۔ جس کی وجہ سے ان کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ اور صحابہؓ کو آپؐ کی اس طرح حفاظت کرنی پڑی۔ کہ حضرت طلحہؓ کے متعلق آتا ہے کہ وہ آپؐ کے چہرہ کے سامنے اپنا ہاتھ سیدھا

کر کے کھڑے ہو گئے۔ دشمن نے خیال کیا۔ کہ وہیں تیر مارنے چاہئیں جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں۔ کیونکہ وہی ایک مرکزی نقطہ ہیں۔ اگر وہ ختم ہو گئے۔ تو اسلام ختم ہو جائے گا۔ حضرت طلحہؓ نے جب دیکھا کہ چاروں طرف سے تیر آپؐ پر پڑ رہے ہیں۔ تو وہ آگے آئے۔ اور آپؐ کے چہرہ کے آگے انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کر دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیر پڑتے تھے۔ لیکن حضرت طلحہؓ انہیں اپنے ہاتھ پر روک لیتے تھے۔ جنگ احد کے بعد کسی نے حضرت طلحہؓ سے دریافت کیا۔ کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر پڑتے تھے۔ تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی۔ اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی۔ حضرت طلحہؓ نے جواب دیا۔ درد بھی ہوتی تھی۔ اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی۔ لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو۔ کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر آگرے۔ اب تم سوچ لو۔ کہ کجا یہ کہ اگر کسی کے ہاتھ میں ایک معمولی سی سوئی بھی چبھ جائے۔ تو وہ اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ اور کجا یہ کہ ایک شخص آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ اپنا ہاتھ سیدھا کر کے کھڑا رہے۔ اور چاروں طرف سے اس پر تیر گر رہے ہوں اور وہ اُف تک نہ کرے پھر اس بات کو بھی سوچو۔ کہ تیر کا کانی وزن ہوتا ہے۔ اور اس کا آخری سرا زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ اب تصور کرو۔ کہ تیر کا اگلا سرا تو زخم میں چبھا ہوا ہو۔ اور دوسرا سرا نیچے لٹک رہا ہو۔ تو کتنی تکلیف ہوگی۔ پھر وہاں ایک تیر نہیں لگتا۔ بلکہ چار چار پانچ پانچ تیر ایک ہی وقت میں حضرت طلحہؓ کے ہاتھ میں چبھے ہوتے تھے۔ اور ان کے دوسرے سرے نیچے لٹک رہے ہوتے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اُف تک نہیں کی۔ کہ کہیں اُف کرنے سے میرا ہاتھ نہ ہل جائے اور تیر بجائے میرے ہاتھ پر پڑنے کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر نہ پڑیں۔ غرض اس قدر تکلیف جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو پہنچی۔ وہ صرف چند پیغامی عقیدہ رکھنے والوں کی وجہ سے پہنچی۔ ان چند پیغامیوں نے یہ کہا کہ یہ فرض ہے۔ کہ کسی کی ہر بات مان لی جائے۔ اور اس پر اعتراض نہ کیا جائے جیسے آج کل پیغامی لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ کہتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مجھ پر سچا اعتراض بھی کریگا۔ تو وہ گنہگار ہوگا۔ اب دیکھو جنگ

احد میں درہ کی حفاظت پر متعین لوگوں نے سچا اعتراض کیا تھا یا نہیں۔ پھر وہ گنہگار ہوئے یا نہیں انہوں نے اپنے افسر پر سچا اعتراض کیا۔ اور کہا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ منشاء نہیں ہو سکتا تھا کہ جنگ ختم بھی ہو جائے تب بھی اس درہ پر کھڑے رہو۔ پس انہوں نے اپنے افسر پر سچا اعتراض کیا تھا۔ مگر پھر بھی گنہگار رہے۔ اور قرآن کریم میں ان کے اس گناہ کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مسلمانوں پر یہ مصیبت اس لئے نازل ہوئی۔ کہ ان لوگوں سے غلطی ہوئی۔ اور وہ افسر کے کہنے کے باوجود درہ چھوڑ کر نیچے آگئے (آل عمران ع)۔ غرض جنگ احد اس بات کی مثال ہے کہ بعض لوگوں نے اپنے افسر پر سچا اعتراض کیا اور پھر بھی گنہگار ہوئے۔ اگر فتح ہو جاتی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جاتا۔ کہ یا رسول اللہ کیا آپ کا یہ منشاء تھا۔ کہ اسلامی لشکر کو فتح بھی ہو جائے۔ اور دشمن بھاگ جائے۔ تب بھی ہم درہ پر کھڑے رہیں۔ تو ممکن ہے آپؐ فرماتے۔ کہ یہ تو بے وقوفی کی بات ہے میرا منشاء یہ نہیں تھا۔ کہ تم لوگ فتح کے بعد بھی وہاں کھڑے رہو۔ گویا اگر کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آتا۔ تو ممکن تھا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان لوگوں کی تائید کرتے۔ جو درہ چھوڑ کر نیچے آگئے تھے۔ مگر چونکہ یہ بات مستقبل سے تعلق رکھتی تھی۔ اور کسی کو یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ دشمن واپس لوٹے گا۔ اس لئے ماتحتوں نے غلطی کھائی۔ ورنہ بظاہر فتح کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بھی یہ بات کہی جاتی تو ہو سکتا تھا کہ آپ اعتراض کرنے والوں کی بات کی ہی تصدیق کرتے۔ اور فرماتے۔ کہ یہ تو بے وقوفی کی بات ہے۔ کہ دشمن بھاگ کر مکہ بھی پہنچ جائے تب بھی تم وہیں کھڑے رہو۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ آیا کسی کو غیب کا علم تھا۔ اور اسے معلوم تھا۔ کہ کفار بھاگ کر مکہ پہنچ جائیں گے۔ اور اسلامی لشکر فتح کے نقارے بجاتا ہوا مدینہ پہنچ جائے گا۔ یہ کسی کو بھی علم نہیں تھا۔ ہاں نظر یہ آرہا تھا۔ کہ دشمن بھاگا جا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو فتح ہو گئی ہے۔ مسلمان کفار کو مار رہے ہیں۔ اور انہیں لوٹ رہے ہیں۔ اس نظارہ کو دیکھتے ہوئے درہ سے اترنے والوں کا قیاس بظاہر صحیح تھا۔ اور ان کے افسر کا قیاس بظاہر غلط تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ ان کے افسر کا قیاس بظاہر غلط تھا۔ پھر بھی خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے افسر کی بات کیوں نہیں مانی۔ اور چونکہ انہوں نے اپنے افسر کی بات نہ مانی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں سزا دی۔ اور مسلمانوں کی فتح کو ایک عارضی شکست میں بدل دیا۔ پس اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی آیت اپنے اندر

ایک بہت بڑا سبق

رکھتی ہے۔ اگر لوگ اس کا صحیح مفہوم سمجھ لیں۔ تو

وہ ہر جگہ آسانی کے ساتھ صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص لازمی طور پر صحیح نتیجہ نکالے وہ غلطی بھی کر سکتا ہے۔ مگر پھر بھی اگر نظام کو قائم رکھنا ہے۔ تو امام کی بات ہی مانی جائے گی۔ اگر اس کی بات نہ مانی جائے۔ تو وہی نتیجہ نکلے گا جو جنگ احد میں نکلا۔ افسوس ہے کہ بعد میں بھی مسلمانوں نے اپنی نادانی سے اس سبق کو یاد نہ رکھا۔ اور اپنے افسروں کی اطاعت کا صحیح نمونہ نہ دکھایا جس کا

نتیجہ یہ ہوا

کہ یا تو ساری دنیا مسلمانوں کے ماتحت تھی اور مسلمان حاکم تھے۔ اور یا آج دنیا کے اکثر حصوں میں مسلمان محکومیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر یہ بات پیدا نہ ہوتی۔ اور اگر حکومت بغداد کے گورنر اپنی ہی حکومت کے خلاف نہ کھڑے ہو جاتے اور یہ نہ کہتے۔ کہ بغداد کا خلیفہ جو حکم دے رہا ہے وہ غلط ہے۔ تو نہ بنو عباس کی حکومت ختم ہوتی اور نہ بنو امیہ کی حکومت ختم ہوتی۔ بلکہ دونوں حکومتیں قیامت تک چلتی چلی جاتیں۔ یہ دونوں حکومتیں صرف اس لئے تباہ ہوئیں۔ کہ ان کے بعض گورنروں نے یہ خیال کر لیا۔ کہ انہیں بھی اللہ تعالےٰ نے عقل بخشی ہے اس لئے وہ عقل سے کام لیں گے اور ہر بات میں

اپنی حکومت کی اطاعت

نہیں کریں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومتیں نکل گئیں۔ اسلام کی شان و شوکت جاتی رہی۔ اور آج مسلمان در بدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اور یا تو مسلمانوں کے نام سے تمام دنیا ڈرتی تھی۔ اور یا یہ حالت ہے کہ وہ اکثر جگہ محکوم اور ذلیل ہیں۔ یہ کتنا بڑا فرق ہے جو پیدا ہوا۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں رومن حکومت کی وہی حیثیت تھی جو اس وقت امریکن حکومت کی ہے۔ حضرت علی رضؓ اور حضرت معاویہؓ کے جھگڑے کے وقت رومی بادشاہ نے سمجھا کہ اس وقت میں حملہ کروں۔ اور اسلامی ملک فتح کر لوں۔ اس کے دربار میں ایک پادری تھا۔ جو بڑا عقلمند تھا اس نے بادشاہ کی تیاری دیکھی۔ تو ایک بڑی گندی مثال دے کر اسے حملہ کرنے سے روکا۔ مثال تو اس نے بڑی گندی دی تھی۔ لیکن اس سے جو نتیجہ اس نے نکالا۔ وہ صحیح تھا۔ وہ کہنے لگا بادشاہ سلامت۔ آپ دو کتے لائیں۔ اور انہیں کچھ عرصہ بھوکا رکھ کر ان کے سامنے گوشت ڈالیں۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ وہ گوشت دیکھ کر آپس میں لڑنے لگ گئے۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ اب آپ ان پر شیر چھوڑ دیں۔ شیر کو دیکھتے ہی ان دونوں نے لڑائی بند کر دی۔ اور وہ شیر پر جھپٹ پڑے یہ مثال دے کر اس نے کہا۔ کہ مسلمان بھی اس وقت آپس میں لڑ رہے ہیں۔ لیکن جس وقت آپ نے ان پر حملہ کیا۔ وہ اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس لئے آپ ان کی

باہمی لڑائی سے کوئی غلط نتیجہ نہ نکالیں۔ پھر اس پادری نے بادشاہ کو مشورہ دیا۔ کہ پہلے ان کو خبر دے دیجئے۔ کہ ہم حملہ کرنے والے ہیں۔ پھر دیکھیں کہ مسلمان کیا کرتے ہیں چنانچہ رومی بادشاہ نے اپنے جرنیلوں کو حکم دیا۔ کہ یہ خبر باہر نکلنے دو۔ کہ ہم اسلامی ملک پر حملہ کرنے والے ہیں۔ جب یہ خبر دمشق پہنچی۔ تو حضرت معاویہؓ نے اسے پیغام بھیجا۔ کہ شاید تم نے سمجھا ہوگا۔ کہ اس وقت میرے اور علیؓ کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے اور اس وقت سے فائدہ اٹھا کر تم اسلامی ملک فتح کر لو گے۔ لیکن یاد رکھو۔ اگر تم نے اسلامی ملک کی طرف نگاہ بھی اٹھائی۔ تو سب سے پہلا جرنیل جو علیؓ کی طرف سے تم سے لڑنے کے لئے نکلے گا۔ وہ میں ہوں گا۔ یہ پیغام پہنچتے ہی رومی بادشاہ نے اس پادری کو بلایا کہ تم سچ کہتے تھے۔ ہمارے لئے مسلمانوں سے لڑائی کرنا بے کار ہے۔ ہم نے سمجھا تھا۔ کہ مسلمانوں کے باہمی انتشار کی وجہ سے ہم جیت جائیں گے۔ مگر یہ لوگ پھر بھی اکٹھے ہیں۔ اس وقت حضرت معاویہؓ کے ماتحت صرف شام کا علاقہ تھا۔ لیکن بعد میں

بنو امیہ اور بنو عباس

کی حکومتوں کے ماتحت بڑا وسیع علاقہ رہا۔ اور وہ حضرت معاویہؓ کی حکومت سے بہت زیادہ طاقتور تھیں۔ ان کے ماتحت افریقہ کے انتہائی کونوں سے لے کر ہندوستان کے انتہائی سرے تک کے علاقے تھے عراق بھی ان کے پاس تھا شام بھی ان کے پاس تھا۔ مصر بھی ان کے پاس تھا۔ لیبیا بھی ان کے پاس تھا۔ ٹیونس بھی ان کے پاس تھا۔ مراکش بھی ان کے پاس تھا۔ مگر باوجود اس کے وہ اس طرح گرے۔ کہ ان میں دوبارہ اٹھنے کی ہمت نہ رہی۔ اور ساری دنیا میں مسلمان محکوم ہو کر رہ گئے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس ایک چھوٹی سی حکومت تھی مگر اس میں اس قدر طاقت تھی۔ کہ انہوں نے روم کے بادشاہ کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور جب اس نے ارادہ کیا کہ اسلامی ملک پر حملہ کرے۔ تو انہوں نے اسے ایسا جواب دیا کہ وہ کانپ اٹھا۔ اور اس نے حملہ کا ارادہ چھوڑ دیا۔ پس دنیا میں قومی ترقی کے لئے

نظام بڑی ضروری چیز ہے

ایک بے وقوف پیغامی لکھتا ہے۔ کہ مبایعین کو صرف اس لئے کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ نظام کی کشش نے انہیں ان سے منسلک کر رکھا ہے۔ (پیغام صلح ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

حالانکہ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ابوسفیان کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس لئے جیتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ خدا تھا۔ ان کے ساتھ جتھا اور نظام تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو ہم ضرور جیت جاتے۔ حالانکہ نظام ہی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل تھا کہ اس نے تیری طبیعت ہی ایسی بنائی ہے۔ کہ سب مسلمان تیرے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران ع۱۷) یہ لوگ تجھے چھوڑ کر بھاگ جاتے گویا خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ نظام میں قائم کیا کرتا ہوں۔ پس اگر کسی جماعت کے ساتھ نظام ہے۔ تو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کے ساتھ ہے۔ پس یہ

عجیب بات ہے

جو اس پیغامی نے لکھی۔ کہ مبایعین اس لئے جیتے ہیں۔ کہ ان کے پاس نظام ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کہا جائے۔ کہ یہ لوگ اس لئے جیتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ خدا ہے کوئی ان نادانوں سے پوچھے کہ بے وقوفو اگر ان کے ساتھ خدا ہے۔ تو کیا پھر بھی تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ تم ادھر جاؤ جدھر خدا ہے۔ تم سے زیادہ عقلمند تو میاں نظام الدین صاحبؓ تھے۔ میاں نظام الدین صاحبؓ ایک صحابی تھے۔ ان کو حج کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں کئی حج کئے تھے۔ ایک دفعہ وہ حج سے واپس آئے۔ تو لوگوں نے ان سے کہا۔ کہ تمہارا دوست تو پاگل ہو گیا ہے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی بیعت لینی شروع کی تھی۔ اور میاں نظام الدین صاحبؓ آپؑ کے پرانے دوستوں میں سے تھے۔ میاں نظام الدین صاحبؓ کہنے لگے کہ کیا ہوا۔ انہوں نے کہا۔ تمہارا دوست مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لکھتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں۔ میاں نظام الدین صاحبؓ کہنے لگے۔ یہ کیسے ہو سکتا۔ قرآن کریم اس بات سے بھرا پڑا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فوت ہو چکے ہیں۔ اگر فی الواقعہ انہوں نے ایسا کہا ہے۔ تو تم گھبراؤ نہیں میں اس کے پاس جاؤں گا۔ اور قرآن کریم اس کے سامنے رکھ دوں گا پھر وہ مان جائے گا۔ وہ قرآن مانتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ اسے اس بارہ میں غلطی لگی ہے۔ مگر وہ قرآن کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ قرآن کو ضرور مانے گا۔ چنانچہ وہ قادیان آئے۔ اور حضرت صاحب کو ملے اور کہنے لگے حضور میں نے سنا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا

ہاں میں نے ایسا کہا ہے۔ میاں نظام الدینؓ صاحب نے کہا کیا آپ قرآن کریم کے خلاف کہتے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہ قرآن کریم کے خلاف نہیں۔ میاں نظام الدین صاحبؓ کہنے لگے۔ یہ عقیدہ تو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا اگر قرآن کریم سے ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو ہم مان لیں گے۔ میاں نظام دینؓ صاحب کہنے لگے۔ کہ اگر میں سو آیتیں ایسی لا دوں جن سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو کیا آپ مان لیں گے۔ انہوں نے خیال کیا کہ جب سارے مولوی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو قرآن کریم میں

سو آیت تو ایسی ضرور ہوگی

جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہوگا۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ میاں صاحب۔ سو آیت کا کیا سوال ہے۔ آپ ایک آیت ہی لکھوا لیجئے۔ کیونکہ قرآن کریم کا تو ایک شوشہ بھی ماننے کے قابل ہے۔ اگر آپ ایک آیت بھی لکھوا لائینگے تو میں مان لوں گا۔ میاں نظام دین صاحبؓ کہنے لگے ایک سو نہیں تو ۷۰۔۸۰ ہی سہی۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ میاں نظام الدینؓ ۷۰۔۸۰ آیتوں کی ضرورت نہیں۔ ایک آیت ہی کافی ہے۔ میاں نظام دین صاحبؓ نیچے اترتے اترتے دس آیتوں پر آ گئے لیکن حضرت صاحب یہی فرماتے رہے۔ کہ میاں نظام دین! صرف ایک آیت لے آیئے میں مان جاؤں گا۔ آخر میاں نظام دین صاحبؓ نے کہا۔ اچھا میں دس آیات لے آتا ہوں

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

بھی ان کے گہرے دوست تھے۔ اس لئے وہ بٹالہ گئے۔ وہاں سے پتہ لگا۔ کہ مولوی صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ لاہور گئے۔ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاول قادیان آنے کے لئے لاہور آئے ہوئے تھے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشتہار دینے شروع کئے تھے کہ

میرے ساتھ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ کرو۔ اور بحث یہ تھی کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں احادیث پیش کی جائیں گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول فرماتے تھے کہ احادیث نہیں۔ قرآن کریم پیش کیا جائے گا۔ دونوں طرف سے اصرار ہو رہا تھا۔ آخر حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بحث کو چھوٹا کرنے کے لئے فرمایا کہ صحیح بخاری کی احادیث پیش کر دی جائیں۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے سمجھا کہ میری فتح ہو گئی۔ جب میاں نظام دین صاحب لاہور پہنچے تو مولوی محمد حسین صاحب شاداں

اہل حدیث کی مسجد

میں [illegible] دوستوں میں بیٹھے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ دیکھو مرزا صاحب کا پہلوان نور الدین آیا اور ادھر اہل حدیث کا پہلوان کھڑا ہوا۔ ہماری بحث ہوئی۔ میں نے کہا حدیث اس نے کہا قرآن۔ میں نے کہا حدیث۔ اس نے کہا قرآن۔ اور دونوں اسی پر اصرار کرتے رہے۔ آخر میں نے اسے یوں پچھاڑا۔ یوں دگیدا اور اس طرح گرایا کہ اسے ماننا پڑا۔ اور [illegible] حدیثیں ہی پیش کر سکتے ہو۔ اتنے میں میاں نظام الدین صاحب جا پہنچے اور کہنے لگے جانے دو۔ نور الدین کو۔ میں تو مرزا غلام احمد کو بھی جو ان کے سردار ہیں منوا آیا ہوں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے کہا۔ کیا منوا آئے ہو۔ میاں نظام دین صاحب نے کہا۔ مرزا صاحب تو کہتے تھے کہ

ایک آیت ہی کافی ہے

یقین ہی لے آیا ہوں کہ میں دس آیات لکھوا کر لا دیتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر تم قرآن سے ایسی آیتیں نکلوا دو۔ تو میں اپنے عقیدہ سے توبہ کروں گا۔ اس لئے آپ مجھے جلدی سے حیات مسیح کی دس آیات لکھ دیں۔ مولوی محمد حسین صاحب تو فخر کر رہے تھے۔ کہ میں نے مولوی نور الدین کو پٹخا اور یوں پچھاڑا اور یوں دگیدا اور آخر وہ حدیث کی طرف آ گئے۔ میاں نظام دین صاحب کی بات سن کر انہیں غصہ آ گیا اور وہ کہنے لگے۔ بیوقوف پاگل کہیں کا۔ میں مہینہ بھر نور الدین کے ساتھ بحث کرتا رہا اور [illegible] اس طرف لایا کہ

حدیث پیش کی جائیگی

اور تو پھر بحث کو قرآن کی طرف لے گیا ہے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا یہ فقرہ میاں نظام الدین صاحب کو اس طرح چبھا۔ کہ وہ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اچھا مولوی صاحب! پھر [illegible] قرآن ادھر ہیں۔ اگر قرآن مرزا صاحب کے ساتھ ہے تو میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں۔ اور یہ کہہ کر وہ واپس آ گئے اور قادیان آ کر بیعت کر لی۔ پس قرآن کہتا ہے کہ نظام خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ تیرے ساتھ نظام ہے مگر یہ نظام تیرے ساتھ تیری وجہ سے نہیں۔ بلکہ ہماری وجہ سے ہے ہم نے تیری طبیعت کو ایسا بنایا ہے۔ کہ لوگ تیری طرف کھچے چلے آ رہے ہیں۔ اگر ہم تیری طبیعت کو ایسا نہ بناتے تو اتنا جتھہ تیرے ساتھ نہ ہوتا۔ جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ دہر کو گالی نہ دو اسی طرح اس آیت سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نظام کو برا بھلا کہنا جائز ہے۔ کیونکہ

نظام خدا تعالیٰ بنایا کرتا ہے

خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ دنیا میں کسی کی محبت قائم کرے۔ تو وہ پہلے جبریل سے کہتا ہے۔ اور جبریل اپنے ماتحت فرشتوں سے کہتا ہے۔ اور وہ ماتحت فرشتے اپنے ماتحت فرشتوں سے کہتے ہیں۔ اور اس طرح ساری دنیا میں وہ بات پھیلا دیتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ فیوضع لہ القبول فی الارض پھر ساری دنیا میں اس کی قبولیت پھیل جاتی ہے۔ تو گویا نظام یا لوگوں کا کسی کے گرد جمع ہو جانا خدا کے فضل سے ہوتا ہے خدا کے فضل کے بغیر نہیں ہوتا چاہے اس کی کوئی وجہ ہو۔ لیکن وہ وجہ بھی خدا تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے۔ تو اس پیغامی کا یہ کہنا کہ میاں صاحب کو قبولیت اس لئے حاصل ہے۔ کہ نظام ان کے ساتھ ہے اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں۔ کہ چونکہ

خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہے

اس لئے لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں اس سے کوئی پوچھے۔ کہ اگر لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ جمع نہ ہوں۔ تو کس کے ساتھ جمع ہوں یہ لوگ تو خدا تعالیٰ کے جلودار ہیں جب ان کو پتہ لگ گیا کہ خدا فلاں کے ساتھ ہے۔ تو وہ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے گویا جدھر خدا ہوگا۔ ادھر ہی یہ بھی جائیں گے۔ اور جس طرف خدا نہیں ہوگا۔ اس کو چھوڑ دیں گے۔ مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایک شخص ماموریت کا مدعی ہوا۔ اس نے بہت سے رسالے لکھے۔ مگر میں نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک دفعہ اس نے مجھے بڑے غصہ سے لکھا کہ تعجب کی بات ہے کہ آپ میری باتوں کا رد بھی نہیں کرتے۔ آپ بیشک مجھے زندیق قرار دیں کافر قرار دیں۔ مگر میری باتوں کا جواب تو دیں۔

یہ کیا وجہ ہے

کہ مجھے آپ برا بھلا بھی نہیں کہتے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ تم نے سمجھا تھا کہ مرزا صاحب کو لوگوں کو برا بھلا کہنا کوئی دنیوی بات تھی لوگوں نے اگر انہیں برا کہا۔ تو ان سے خدا تعالیٰ نے ہی برا کہلوایا تاکہ لوگوں کی توجہ آپ کی طرف ہو جائے۔ تو برا کہنا بھی کسی کے اختیار میں نہیں۔ صرف خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے تو تو میری منتیں کرتا ہے کہ میں تمہیں برا کہوں۔ لیکن مرزا صاحب نے کسی سے بھی یہ نہیں کہا تھا کہ کوئی انہیں برا کہے۔ دنیا انہیں خود بخود برا کہنے لگ گئی۔ اور یہ مخالفت خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ اس لئے کہ جب لوگ کسی کو برا کہتے ہیں تو لوگوں کی اس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا کہ آپ کو احمدیت قبول کرنے کا خیال کیسے پیدا ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ مجھے

احمدیت قبول کرنیکا خیال

مولوی ثناء اللہ صاحب کی وجہ سے پیدا ہوا ہے حضرت صاحب نے فرمایا یہ کیسے؟ اس نے کہا مولوی ثناء اللہ صاحب نے آپ کو بڑی گالیاں دی ہیں۔ اور آپ کو برا بھلا کہا ہے۔ ایک دن کسی نے میرے سامنے درثمین کے بعض اشعار پڑھے۔ تو میں نے خیال کیا کہ اگر ان شعروں میں کوئی شخص کسی کو گالیاں دیتا ہے تو وہ ضرور سچا ہوگا۔ اس لئے میں نے آپ کی بیعت کر لی۔ کیونکہ میں نے سمجھا کہ ان شعروں کی وجہ سے تو شعر کہنے والے کی تعریف کرنی چاہیئے تھی۔ نہ کہ اس کی مذمت ان شعروں پر کسی کو گالیاں ملتی ہیں۔ تو وہ صرف اسی وجہ سے ملتی ہیں۔ کہ شیطان محسوس کرتا ہے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی جان بچانے کے لئے اسے مارنا چاہتا ہے تو ایسی مخالفت بھی جس کی وجہ سے لوگوں کو توجہ پیدا ہو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک مخالفت ایسی بھی ہوا کرتی ہے۔ جس سے تباہی ہوتی ہے وہی مخالفت خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھی جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں جتھا مضبوط ہو اور طاقت

مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت ہوئی اور اس کے نتیجہ میں ہزاروں اور لاکھوں کی جماعت آئی۔ پھر میری مخالفت ہوئی۔ تو لاکھوں کی جماعت میرے ارد گرد جمع ہو گئی۔ اگر اس مخالفت کے بعد لاکھوں لوگ میرے ارد گرد جمع نہ ہوتے تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ مخالفت خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ لیکن اس مخالفت کے لاکھوں لوگ میرے ارد گرد جمع ہو گئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس کے نتیجہ میں میری طرف لوگوں کو توجہ پیدا ہو۔

یہی وجہ تھی

کہ اس کا نتیجہ ہمارے حق میں اچھا نکلا۔ غرض مخالفت اگر مؤید طاقت پیدا کرتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ نظام کی مضبوطی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور بابرکت ہوتی ہے لیکن ایسی مخالفت جو کسی شخص یا قوم کو ذلیل کر دے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ثبوت ہوتی ہے۔ جیسے پچھلے دنوں ہم میں کچھ منافق پیدا ہو گئے۔ تو غیر احمدی اخبارات نے لکھا کہ معافیاں مانگ مانگ کر ان لوگوں کے ناک رگڑے گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں معافی نہیں ملی۔ اس سے پتہ لگ گیا کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ نہیں۔ اس لئے وہ نہ صرف جماعت کی نظر میں ذلیل ہوئے بلکہ ان کے دوست اخباروں نے بھی لکھا۔ کہ معافیاں مانگ مانگ کر ان کے ناک بھی رگڑے گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں معاف نہیں کیا جاتا۔ اب بتاؤ کہ کیا کبھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ والوں کے آگے ناک رگڑے تھے۔

تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے

کہ ناک مکہ والوں نے ہی رگڑے تھے۔ انہوں نے ہی گڑ گڑا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر انتہائی مظالم ہوئے لیکن آپ نے مکہ والوں کے سامنے کبھی سر نہیں جھکایا۔ کیونکہ سچائی آپ کے ساتھ تھی۔ آپ جانتے تھے کہ جتنی مخالفت ہوگی اتنے ہی آپ کے ساتھی بڑھیں گے۔ اور ترقی کریں گے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ مکہ والے اپنی ساری مخالفت کے باوجود تباہ اور ذلیل ہوئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی کامیاب و بامراد ہو گئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم میں

ایک بڑا بھاری گر

بتایا ہے۔ جب تک مسلمانوں نے اس گر کو یاد رکھا وہ جیتتے رہے۔ اور اب بھی جماعت احمدیہ جب تک اس گر کو یاد رکھے گی وہ جیتتی چلی جائیگی اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اب بھی دیکھ لو۔ تم بہت تھوڑے ہو۔ اور غریب ہو۔ مگر ساری دنیا میں تمہارے ہی مبلغ پھیلے

ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ مصر کے مخالف ترین اخبار "الفتح" نے لکھا کہ ۱۳۰۰ سال میں مسلمانوں میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں۔ مگر غیر مسلموں میں جتنی تبلیغ احمدیوں نے کی ہے اتنی ان بادشاہوں نے بھی نہیں کی۔ پس غریب ہونے کے باوجود جماعت احمدیہ کو اس قدر تبلیغ کی توفیق ملنا بتاتا ہے کہ

خدا تعالےٰ کا ہاتھ تمہارے اوپر ہے

اگر خدا تعالےٰ کا ہاتھ تمہارے اوپر نہ ہوتا تو تم وہ کام نہ کر سکتے جو بڑے بڑے مسلمان بادشاہ بھی نہ کر سکے۔ پس جماعت کے اندر جو تنظیم پائی جاتی ہے۔ وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خدا تعالےٰ اس جماعت کے ساتھ ہے۔ پھر تنظیم اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جماعت کی مخالفت محض شیطانی چڑ کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اور جس کے ساتھ خدا تعالےٰ ہو۔ اس کے خلاف چلنے مولوی محمد حسین بٹالوی والی بات ہے۔ میاں نظام الدین صاحب رضی اس کے ساتھ تھے جس کے ساتھ خدا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی سے یہی کہا کہ جدھر قرآن ادھر ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی ادھر تھے جدھر قرآن نہیں تھا۔ وہ سمجھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ حدیث جو ظنی چیز ہے وہ جدھر جائے ادھر ہی جاؤں گا۔ اور میاں نظام الدین صاحب کہتے تھے کہ

قرآن یقینی چیز ہے

جدھر قرآن جائے گا۔ ادھر میں جاؤں گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ میاں نظام الدین صاحب نے ہدایت پا گئے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ناکام ہو گئے اور انہیں اس دنیا میں بھی اتنی ذلت اور ناکامی دیکھنی پڑی جو شاید ہی اور کسی بڑے لیڈر کو دیکھنی پڑی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف۔ ایک دفعہ پادریوں نے مقدمہ دائر کیا۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی ان کی طرف سے گواہ بن کر عدالت میں پیش ہوئے۔ جب وہ مجسٹریٹ کے سامنے گئے۔ جو ڈپٹی کمشنر تھا۔ تو اس نے انہیں کرسی نہ دی۔ اس پر وہ غصہ کی وجہ سے ڈائس (dais) پر چڑھ گئے اور کہنے لگے۔ میں گورنر کو بھی ملنے جاؤں تو وہ مجھے کرسی دیتا ہے۔ پھر آپ نے مجھے کیوں کرسی نہیں دی۔

مجسٹریٹ نے کہا

مولوی صاحب گورنر کے پاس تو کوئی چوڑا بھی ملنے جائے تو وہ اسے کرسی دیتا ہے۔ مگر وہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص پرائیویٹ ملاقات کے لئے جائے۔ یہ تو عدالت ہے اور عدالت میں کرسی اس کو ملے گی جو اس کا مستحق ہے۔ جب وہ پھر بھی نہ ہٹے۔ تو مجسٹریٹ انہیں ڈانٹ کر کہنے لگا۔ دور ہٹ جا اور جوتیوں میں جیٹھ جا۔ اس پر وہ باہر آ گئے۔ اور اس خیال سے کہ باہر کے لوگوں کو ان کی ذلت کا پتہ نہ لگے برآمدہ میں پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئے اب چپڑاسی بھی ادھر ہوتا ہے جدھر مجسٹریٹ ہو۔ عدالت کے چپڑاسی نے وہ سب کچھ دیکھا تھا۔ جو اندر پیش آیا تھا۔ اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو کہا کہ کرسی چھوڑ دیجئے اور پیشتر ہوئے اس نے انہیں کرسی سے اٹھا دیا۔ اس طرح انہیں وہ

جھوٹی عزت بھی نہ ملی

جو وہ دوسروں کی نظر میں حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد وہ عدالت سے باہر آ گئے۔ باہر سینکڑوں لوگ یہ دیکھنے آئے تھے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی کیا عزت ہوتی ہے۔ اور مرزا صاحب کو کیا ذلت پہنچتی ہے۔ جب مولوی صاحب ان لوگوں کے پاس آئے تو انہوں نے خیال کیا۔ کہ عدالت میں تو جو ذلت ہوئی سو ہوئی۔ یہاں ان لوگوں سے ہی عزت کرا لوں۔ سامنے ایک چادر بچھی ہوئی تھی۔ اور بدقسمتی سے وہ ایک احمدی دوست کی تھی۔ مولوی صاحب اس پر بیٹھ گئے۔ پاس ہی سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس احمدی دوست نے مولوی صاحب کو اپنی چادر پر سے بھی اٹھا دیا۔ کہنے لگا۔ میری چادر چھوڑ دیجئے۔ اور اسے ناپاک نہ کیجئے۔ آپ عیسائیوں کی طرف سے گواہی دینے آئے ہیں۔

اب دیکھ لو

جس کو خدا تعالےٰ نے چھوڑ دے دنیا میں اس کی کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا۔ مولوی محمد حسین صاحب اپنے آپ کو اہل حدیث کا ایڈووکیٹ کہا کرتے تھے۔ لیکن اہل حدیث کا ایڈووکیٹ اور لیڈر ہونے کے باوجود ذلیل ہوئے۔ اور حضرت مرزا صاحب جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا وہ معزز ہو گئے۔ ان کو خدا تعالےٰ نے وہ عزت دی کہ آج ساری دنیا میں آپ کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا یورپ کیا امریکہ اور کیا ایشیا سب میں آپ کے نام لیوا پائے جاتے ہیں۔ انڈونیشیا۔ فلپائن۔ ملایا۔ برما۔ سیلون۔ ہندوستان۔ پاکستان افغانستان ایران۔ شام۔ عراق۔ فلسطین اور دوسرے کئی ممالک میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو

حضرت مرزا صاحب کو دعائیں دیتے ہیں

اس لئے کہ آپ کے ذریعہ ان تک اسلام پہنچا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام کو بھی وہ نہیں جانتے۔ جس طرح گوجرانوالہ کے مدعی نبوت نے مجھے لکھا تھا۔ کہ اگر آپ میری تعریف نہیں کرتے تو میری مذمت ہی کر دیں اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی روح کہتی ہو گی۔ کہ اے انگلستان کے لوگو تم میری تعریف نہیں کرتے تو مجھے گالیاں ہی دو۔ اور وہ کہتے ہوں گے۔ بیوقوف تیرا تو نام بھی ہم نہیں جانتے تجھے گالیاں کیسے دیں۔ تیرا تو نام بھی خدا تعالےٰ نے مٹا دیا ہے۔ اور وہ ہم تک نہیں پہنچا۔ لیکن مرزا صاحب کا نام ہم تک عزت سے پہنچا ہے۔ اور تیرا نام ذلت سے بھی نہیں پہنچا۔ پس ہمارے نزدیک تیری کوئی حیثیت نہیں اور گالیاں دینے کے لئے بھی کوئی حیثیت چاہیئے۔ آخر کتا کاٹتا ہے۔ تو انسان اُسے پتھر مارتا ہے۔ لیکن اگر کوئی مرغا کسی کے پیچھے آ رہا ہو۔ تو اُسے کوئی نہیں مارتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس مرغے نے تو کاٹنا ہی نہیں۔ اگر تو ہمارے مذہب پر حملہ کرتا اور تیری وجہ سے ہمارا مذہب خطرہ میں ہوتا تو ہم تیرا نام ذلت سے لیتے۔ مگر تیری وجہ سے ہمارا مذہب خطرہ میں نہیں پڑا۔

مذہب خطرہ میں پڑا ہے

تو وہ مرزا صاحب کی وجہ سے پڑا ہے۔ اس لئے اگر ہم گالی دیں گے تو مرزا صاحب کو دیں گے۔ اور اگر ہمیں اسلام نصیب ہوا۔ تو وہ مرزا صاحب کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس لئے اگر ہم تعریف کریں گے تو مرزا صاحب کی کریں گے۔ تجھے تو ہم پوچھتے بھی نہیں۔ کیونکہ تیری کوئی حیثیت بھی ہمارے ملک میں نہیں۔ ہمارے ملک میں مرزا صاحب کو حیثیت حاصل ہے۔ جنہوں نے ہمارے مذہب پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے اگر ہمیں گالی دینے کا شوق آئے گا تو ہم مرزا صاحب کو دیں گے۔ اور اگر ہم پر

اسلام کی صداقت کھل جائے گی

اور تعریف کریں گے۔ تو مرزا صاحب کی کریں گے۔ تجھے ہم گالیاں بھی نہیں دیں گے۔ ہمارے ملک میں تجھے کوئی آدمی بھی نہیں جانتا ہم صرف مرزا صاحب کو جانتے ہیں۔

منقولات

روس میں مذہبی آزادی

روسی خبرنامہ میں ایک مضمون "اعتقاد کی آزادی اور کمیونزم" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ روس میں مذہب نجی معاملہ کی حیثیت سے آزاد ہے، مگر اعتقاد کی آزادی کے معنے صرف یہی نہیں ہیں کہ جو مذہب چاہے اختیار کیا جائے۔ بلکہ مذہبی پروپیگنڈہ کی بھی آزادی ہے ہر شخص کو حق ہے کہ جو چاہے مذہب اختیار کرے یا کوئی مذہب اختیار نہ کرے۔ ہر شہری کو لامذہبیت کا پرچار کرنے کا حق حاصل ہے۔" اگر بات صرف اتنی ہی ہوتی تب بھی اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا، مگر اصل معاملہ یہ ہے کہ مذہبیت کا پرچار کرنے کا حق حکومت بھی اپنے لئے محفوظ رکھتی ہے، حالانکہ کسی ملک میں مذہبی آزادی کے معنے یہ ہیں کہ خود حکومت مذہب کے معاملہ میں غیر جانبدار رہے، نہ مذہب کا پرچار کرے اور نہ اس کی مخالفت کا ٹھیکہ لے، ہندوستان میں یہی صورت ہے کہ حکومت مذہب کے معاملہ بالکل غیر جانبدار ہے، لیکن اگر وہ یہ کہے کہ جب دوسروں کو مذہب کے ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے تو حکومت کو بھی حق ہے کہ وہ مذہب کی حمایت یا مخالفت کرے تو اس کی غیر جانبداری ختم ہو جائیگی۔ مگر روس میں حکومت غیر جانبدار نہیں بنتی بلکہ مذہب کی مخالفت کرنا اپنا حق سمجھتی ہے۔ چنانچہ روس کے ریڈیو اسٹیشنوں سے مذہب کا نام لے کر مخالفت کی جاتی ہے۔ اور زمانہ جہالت کی یادگار بتایا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک روسی حکومت مذہب کے بارے میں غیر جانبدارانہ رویہ اختیار نہ کرے گی وہ مذہبی آزادی کا نعرہ لگانے میں حق بجانب نہیں ہو سکتی۔ (الجمعیۃ دہلی ۱۸/ ۳/ ۵۸)

منظوری انتخاب جماعت احمدیہ اڈگور

صدر۔ محمد قاسم صاحب احمدی منیجر کارخانہ چاند مارک بیڑی اڈگور۔ ضلع محبوب نگر

میعاد انتخاب۔ ۳۰/ ۴/ ۵۹ء

اللہ تعالےٰ ان کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر اعلےٰ قادیان

سرزمین بنگلور میں محترم جناب دعوۃ و تبلیغ قادیان کا مسعود ورود

اور

مقامی جماعت احمدیہ کی طرف سے سپاس نامہ

وسط جنوری ۵۸ء سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع علماء کرام و مبلغین سلسلہ علاقہ جنوبی ہند کا تبلیغی دورہ فرما رہے ہیں۔ اس دورہ میں مختلف احمدی جماعتوں کی طرف سے اپنی عقیدتمندیوں کا اظہار اور فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کے لئے اپنے یہاں مقامی معزز زین شہر کو دعوت دی۔ چنانچہ مورخہ ... ... کو جب آپ بنگلور میں تشریف فرما ہوئے تو مقامی جماعت کی طرف سے جو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ وہ احباب کی دلچسپی کے لئے بجنسہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے یہ جو ایک طرف جماعت احمدیہ کی اپنی مساعی کا خلاصہ پیش کرتا ہے تو دوسری طرف پیش کنندگان کی محبت و عقیدت کا اظہار بھی کرتا ہے (ایڈیٹر)

مخدومنا حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج وہ مبارک ساعت آگئی جس کی آمد کے لئے جماعت احمدیہ بنگلور کا ہر فرد عرصہ دراز سے چشم براہ تھا۔ اور آج وہ مبارک وجود جو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا پوتا اور ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فرزند ہے، ہمارے درمیان رونق افروز ہے۔ آپ کی اس تشریف آوری سے ہمارے قلوب مسرت و شادمانیوں کے جذبات سے اس قدر معمور ہیں کہ ہم اپنے پاس وہ الفاظ نہیں پاتے جن میں ہم اپنے دلی اخلاص اور عقیدت مندی کا اظہار کر سکیں، جو کہ ہم کو آنمحترم کے ساتھ ہے۔ ہم جملہ افراد "جماعت احمدیہ" بنگلور آں محترم کی خدمت میں نہایت اخلاص اور محبت بھرے جذبات کے ساتھ اَهْلاً وَّ سَهْلاً وَّ مَرْحَبًا کا ہدیہ پیش کرتے۔

مخدومنا! انبیاء علیہم السلام کی آمد کی سب سے بڑی غرض یہی ہے کہ وہ خالق اور مخلوق میں رشتۂ محبت پیدا کرے اور یہ رشتہ اس وقت تک انسان قائم نہیں کر سکتا۔ جبتک اللہ تعالے کی کامل فرمانبرداری اور اس کی عبادت میں مشغول نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالے وراء الورا اور عالم اللطیف ہستی ہے وہ ہر انسان پر ظاہر ہو کر عبادت کے طریق نہیں بتلاتا۔ لہذا اس نے ابتدائے آفرینش سے ہی یہ سنت قائم کر دی ہے۔ کہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اپنے انبیاء اور رسل کو لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ کہ ہم نے دنیا کی ہر قوم ہر مذہب اور ہر نسل میں اپنے رسول بھیجے ہیں۔ اور ان کا کام يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ہے یعنی بھولے بھٹکے لوگوں پر اللہ تعالے کی آیات ظاہر کر دے انہیں کتاب اور اس کی حکمت سکھلائے اور پھر انہیں پاک کر دے۔ اس اصل کے ماتحت ہر ایک رسول اور نبی نے خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی اپنی اپنی طاقت کے مطابق لوگوں کو تعلیم دی اور اس طرح کروڑوں بندگان خدا کی رہنمائی کا موجب بنے۔ مگر جس انہماک توجہ اور اللہ تعالے کے عشق میں سرشار ہو کر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسانوں کو تبلیغ کی اور اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں اپنے لیل و نہار گزارے اسکی مثال تا قیامت دنیا نہیں پیش کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے نے اس کامل ترین انسان کو خاتم النبیین کے شاندار خطاب سے سرفراز فرماتے ہوئے آپ کے دین کو دینِ کامل اور اس کے دین کو اپنی طرف سے دینِ اسلام کے شاندار نام سے موسوم فرما دیا۔ اب اس دین کے بعد کوئی نیا دین نہیں ہوگا اور نہ ہی اس اکمل و اتم شریعت کے بعد کوئی نئی شریعت ہوگی کیونکہ اس کامل شریعت میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر بحث کرتے ہوئے اللہ تعالے نے اپنے قوانین مقرر فرما دیئے ہیں۔ مگر قرآن شریف پر غور کرنے سے یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ یہ کامل شریعت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کی کامل اشاعت بھی ہو۔ سو اللہ تعالے نے بموجب آیت کریمہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے وقت کو مسیح موعود کی بعثت کے ساتھ مقدر فرمایا ہے۔ لہذا تکمیل اشاعت مسیح موعود کے وقت میں مقدر تھی۔

مخدومنا! آخر ساڑھے تیرہ سو سال کی طویل تاریکی کے بعد وہ وقت آیا جو قرآن مجید اور احادیثِ نبوی صلعم کی پیشگوئیوں کی رُو سے اسلام پر ایک خطرناک وقت تھا اس دَور پُر آشوب میں اسلام پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ اور بانیٔ اسلام کے مقدس و بابرکت نام کی بے عزتی ہو رہی تھی اس دور انحطاط میں دین و ملت کا احیاء ایک ہی طریق سے ہو سکتا تھا وہ یہ کہ کوئی مامور من اللہ ظاہر ہو وہ اپنے مسیحی نفسِ حیات بخش سے مردہ روحوں میں زندگی کی لہر دوڑا دے۔ لہذا اللہ تعالے نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جو آنحضرت صلعم کے سچے خادم اور غلام تھے! اس خوفناک وقت میں اسلام کی حفاظت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اس بطلِ اسلام نے نیرِ الہام کی روشنی سے تاریکیوں کو دور کر کے اسلام کا صحیح اور روشن چہرہ کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے فرمایا:-

" خدا تعالے نے اس زمانہ کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے۔ تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور اسلام کو ان لوگوں کے حملے سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ لہذا آپ نے بحی الدین ویقیم الشریعت کے ماتحت کما حقہٗ اس کام کو سرانجام دیتے ہوئے ایک فعال اور منظم جماعت کی بنیاد ڈالی۔ کیونکہ تبلیغ اسلام کا کام کوئی معمولی کام نہ تھا۔ اللہ تعالے نے اپنے مسیح اور پاک ہاتھوں سے وہ جماعت قائم کر دی اور ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی فرما دی کہ کام کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالے میری ہی ذریت میں سے ایک شخص کو کھڑا کر دے گا۔ اور وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"

یہ اللہ تعالے کا فضل و احسان ہے کہ یہ عظیم الشان انقلاب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ آپ کے والد بزرگوار اور ہمارے آقا سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی فرمانبرداری میں آپ کے غلام اپنے گھر بار بیوی بچوں اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی میں عرصہ دراز سے مصروف ہیں۔ جس کے نتیجے میں آج انگلستان امریکہ، جرمنی، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، اسپین، لبنان سیرالیون، سیری لیون، دمشق، بورنیو، فلسطین، ماریشس انڈونیشیا، برما، سیلون، سنگاپور، مشرقی افریقہ، نائیجیریا، گولڈ کوسٹ، مسقط وغیرہ ممالک میں سے اللہ تعالے کے بموجب آیت انا ناتی الارض نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ہزاروں سعید روحیں اسلام کی طرف سے آرہی ہے اور ان کی تاریکی اور ظلمت کے مراکز سے ہر روز پانچوں وقت اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں سالہا سال زمانہ میں مسلمان بادشاہوں کی کچھ کمی نہ تھی اور نہ ہی امراء و رؤسا کم تھے۔ مگر تبلیغ اسلام اور اشاعت دین حقہ کا مقدس فریضہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے مقدر تھا۔

جماعت احمدیہ نے مراکز تثلیث میں تقریباً ساٹھ مساجد تعمیر کرائی ہیں۔ اور کئی مسجد زیر تعمیر اور تکمیل کے قریب ہیں۔ اور قرآن مجید کے تراجم بھی تیرہ زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں اور انڈونیشی زبان میں کام جاری ہے۔ اور اب تک روسی۔ فرانسیسی اطالوی، پرتگالی اور ہسپانوی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کے مسودات مکمل ہو چکے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے ہی تراجم کا یہ سلسلہ جاری رہے گا، یہاں تک کہ دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں تراجم مکمل نہیں ہو جاتے، خدمتِ قرآن کا یہ جذبہ اور اشاعتِ اسلام کا یہ جوش کس کا پیدا کردہ ہے؟ اسی عاشقِ رسول کا ہے۔ جس نے فرمایا:-

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اس قلیل التعداد جماعت نے جو ہر حیثیت سے بالکل بے سروسامان ہے تبلیغ و اشاعتِ اسلام میں مذہبی دنیا میں ایک آگ لگا دی ہے۔ جبکہ دنیائے اسلام اس اہم فریضہ کی ادائیگی سے یکسر غافل ہے۔ یہ اللہ تعالے کا جماعت احمدیہ پر خاص فضل ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کی ان حقیر کوششوں میں برکت ڈالدی اور دنیا کو یہ نظارہ دکھلا دیا جو آج سے ۰۷ سال کے قریب اُس مسیح ثانی کے منہ سے بطور پیشگوئی یہ کہلوایا تھا۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" سو الحمد للہ کہ آج ہماری آنکھیں اس حیرت انگیز پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔

مخدومنا! جماعت احمدیہ بنگلور بھی ایک قدیم جماعت ہے۔ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زندگی کے وقت میں قائم ہو چکی تھی۔ اور جنوبی ہند میں حضرت اقدس کی آواز پر سب سے پہلے بنگلور ہی کے بزرگوں نے مثلاً حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا۔ حضرت محمد موسیٰ رضا صاحب اور حضرت منشی کاتب عبدالحق صاحب، جنہیں حضرت اقدس سے شرف ملاقات کا فخر بھی حاصل تھا لبیک کہا۔ اور پھر اپنی قربانی مت ہم

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے باقیات الصالحات

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

(۱)

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی جب وفات ہوئی تو ایک مجذوب بزرگ نے آپ کی قبر پہ کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

واأسفا على فراق قوم
هم المصابيح والحصون
والمدن والمزن والرواسي
والخير والأمن والسكون
لم تتغير لنا الليالي
حتى توفتهم المنون
فكل جمر لنا قلوب
وكل ماء لنا عيون

یعنی اس انسان کی جدائی پر افسوس ہے جو زمانہ کے لئے چراغوں اور قلعوں کی مانند تھے شہر انہیں کے دم سے آباد تھے۔ بادلوں اور پہاڑوں کو انہیں کے وجود سے برکت حاصل تھی۔ اور وہی ملک و ملت کے لئے خیر، امن اور سکون کے موجب تھے۔ جب تک ان کی وفات نہیں ہوئی۔ ہمارے لئے زمانہ میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ لیکن آج تو یہ حال ہے کہ دل انگارا بنا ہوا ہے۔ اور آنکھوں کی آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی ہے۔

جس شخص نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے مفید و بابرکت وجود کو دیکھا ہے۔ آج وہ بھی انہیں اشعار کے پڑھنے پر مجبور ہوگا۔

دلکش وجود میں سب سے پہلے ۱۹۴۲ء کے آخیر میں قادیان پہنچا تھا۔ ان دنوں مہمان خانہ میں جناب و روز محترم حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری معروف تبلیغ رہتے تھے اکثر میں بھی وہاں بیٹھتا۔ وہیں مجھے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ کی بزرگانہ صورت، حلیمانہ طبیعت اور شیریں کلامی بڑی جاذب توجہ تھی۔ اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ امریکہ کے کامیاب مبلغ ہیں۔ اور سب سے پہلے آپ نے ہی امریکہ میں احمدیہ مسلم مشن کی بنیاد ڈالی تو میرے لئے آپ کا وجود اور بھی دلکش ہو گیا۔

ان دنوں اکثر حضرت مفتی صاحب صبح و شام مہمان خانہ آتے۔ اور اکثر حافظ مختار احمد صاحب کے پاس بھی بیٹھتے۔ چھوٹی چھوٹی پیالیوں کا دور چلتا۔ تبلیغی۔ اخلاقی اور روحانی گفتگو ہوتی۔ اور پھر یہ صحبت کبھی حکیمانہ سنجیدگی اور کبھی خوشدل قہقہوں کے ساتھ ختم ہو جاتی۔ وہ دن بڑے سہانے تھے جو بہت جلد بیت گئے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں احمدی نہیں ہوا تھا۔ لیکن میں آہستہ آہستہ حضرت مفتی صاحب سے قریب تر ہوتا گیا۔ اور آپ مجھے اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ دیتے گئے۔ آپ مجھ سے خطوط لکھواتے اکثر اس خدمت کے لئے مجھے اپنے گھر بھی بلا لیتے۔ پھر آپ نے مجھے عبرانی پڑھانی شروع کی ابھی دو چار ہی سبق لئے تھے کہ میں بہار کے لئے متعین ہو گیا۔

غربا پروری حضرت مفتی صاحب کے اخلاق و شمائل اکثر مجھے یاد آتے ہیں غرباء کے ساتھ آپ کا سلوک ایک ہمدرد سرپرست کی طرح تھا۔ آپ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کے لئے اکثر صبح کی سیر کو نکلتے اس وقت اکثر آپ کو محتاجوں کی حاجت روائی کرتے دیکھا گیا۔ ہر غریب و مجبور سے ایک تبسم کے ساتھ ملتے۔ اور پھر وہ ایک معذور انسان جو اکثر مہمان خانہ کے چبوترہ اور سڑک کے نالے کنارے بیٹھا رہتا میں نے بار بار حضرت مفتی صاحب کو اس طرح اس کے پاس بیٹھے دیکھا کہ آپ کا ایک ہاتھ اس کی پیٹھ پر ہے۔ اور منہ اس کے منہ کے قریب ہے۔ اس سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے اور اس کا دل بہلاتے۔ وہ کیسا رقت انگیز منظر اور روح پرور سماں تھا۔ ابھی تک اس کی یاد سے ہی میری کشت ایمان کی آبیاری ہوتی ہے۔

میں نے اس مرد باصفا کی صحبت میں سینکڑوں ایمان افروز باتیں دیکھیں۔ لیکن چند واقعات جن سے آپ کے تعلق باللہ پر روشنی پڑتی ہے ہمیشہ یاد آتے رہتے ہیں۔

داعی حق ہونا آپ نے قیام امریکہ کا ایک عجیب و غریب واقعہ سنایا ایک صبح آپ سیر کے لئے جا رہے تھے۔ کہ دو لڑکے دوڑتے آئے اور کہا کہ ہماری نانی یا دادی آپ کو بلا رہی ہیں۔ آپ ان لڑکوں کے ساتھ آئے تو دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ایک آرام کرسی پر بیٹھی ہے۔ اور ایک قد آدم آئینہ کمرہ میں اس طرح لگا ہے کہ ہر رہگذر کا پورا عکس اس میں آ جاتا ہے۔

وہ عورت بولی کہ میں ایام جوانی سے مختلف مذاہب کی تحقیقات کر رہی ہوں۔ بہت سی سوسائٹیوں میں داخل ہو چکی ہوں۔ کچھ دنوں کے لئے بدھسٹ بھی ہوئی۔ مگر کبھی طمانیت قلب نصیب نہیں ہوئی۔ جب میری بے قراری بہت بڑھ گئی۔ تو میں نے خدا سے دعا شروع کی۔ پس ایسا ہوا کہ ایک رات آپ مجھے اسی لباس اور شکل و صورت میں دکھائے گئے۔ اور ایک فرشتہ نے آواز دی کہ یہ شخص جس مذہب کا داعی ہے وہی راہ نجات ہے اگر خدا کی رضا چاہتی ہو تو اس کی دعوت قبول کرو۔

اس عورت کا بیان ہے کہ یہ خواب دیکھنے کے بعد مجھے یقین ہوا کہ سویرے خدا آپ کو میرے پاس بھیجے گا۔ اور مجھے خدا کی خوشنودی مل جائیگی میں اس دن اسی خوشی میں سولہ سنگار سے آراستہ ہو کر اسی کمرہ میں بیٹھی۔ یقین تھا کہ آپ آئیں گے مگر وہ دن انتظار میں کٹ گیا۔ پھر دوسرا دن آیا اور وہ بھی اسی طرح انتظار کی گھڑیاں گنتے گذر گیا۔ پھر تیسرا اور چوتھا دن۔ مگر آپ نہ آئے۔ تو میں نے خیال کیا کہ وہ کوئی سچا خواب نہ تھا۔ بلکہ میری پریشان خیالی تھی۔ وہ کہتی ہے کہ یہ میرے ایام جوانی کا واقعہ ہے اور اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں۔ آج جو آپ اس راستہ سے گذرے اور آپ کا عکس اس آئینہ میں دیکھا تو مجھے اپنا پرانا خواب یاد آ گیا۔ اب آپ کی زیارت ہو چکی ہے۔ اس فرشتہ کی آواز پھر میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ اس سے پیشتر کہ آپ مجھ کو اپنا مذہب بتائیں۔ میں آپ کے مذہب پر ایمان لاتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی۔

راہ راست حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے فرمایا کہ جب میں نے امریکہ میں عنوان اسلام پر پہلی تقریر کی تو منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ اہل امریکہ کو اسلام سے زیادہ مناسبت ہے۔ اس لئے کہ میں نے سڑکوں پر دیکھا کہ اہل امریکہ راستہ کے داہنی طرف چلتے ہیں۔ اور اسلام بھی راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتا ہے اس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔

نو مسلم فاطمہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ جب میں امریکہ میں داخل ہوا تو ایک خواب دیکھا کہ میں نے ایک ہال میں لیکچر دیا ہے اور ایک نئی عورت مسلمان ہوئی ہے۔ جس کا نام میں نے فاطمہ رکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ خواب عالم بیداری میں حرف بحرف پورا ہوا۔ اس جگہ آپ اس تصرف الٰہی کا بڑی حیرت سے ذکر کرتے کہ جب آپ نے اس کا نام فاطمہ رکھا تو اس وقت آپ کو وہ خواب یاد نہ تھا۔

آپ کا کشف ایک واقعہ اور بھی آپ نے سنایا کہ جب پہلی جنگ عظیم کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یورپ بھیجنے کا فیصلہ فرمایا۔ تو جرمن جنگی جہازوں کی تباہ کاریوں کے باعث احباب کو خیال گذرا کہ آپ کا سلامتی کے ساتھ یورپ پہنچنا مشکل ہے۔ جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ خدشہ ظاہر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح چکی کے پاٹ سے گیہوں کے بعض دانے صحیح و سالم نکل آتے ہیں۔ اسی طرح مفتی صاحب بھی جرمن تباہ کاریوں سے بچ کر عزت و سلامتی کے ساتھ پہنچ جائیں گے۔

حضرت مفتی صاحب کا بیان ہے کہ جب آپ کا جہاز فرانس کی طرف جا رہا تھا تو یکایک کپتان نے خطرے کی گھنٹی بجائی۔ مسافر سراسیمہ و خوفزدہ ہو گئے۔ کپتان نے کہا کہ جرمن تباہ کن جہاز آ گیا ہے۔ اور وہ دیکھو آگے پیچھے دو جہازوں پر حملے ہو چکے ہیں۔ اور وہ دونوں جہاز ڈوب رہے ہیں مسافروں نے دیکھا تو سچ مچ دو جہازوں پر حملے ہو چکے تھے اور وہ دونوں جہاز ڈوب رہے تھے۔

اب مسافروں پر موت کی سی بدحواسی چھا گئی۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مسافر اسی عالم پریشانی میں تھے کہ مجھ پر کشف کی حالت طاری ہوئی۔ ایک سفید پوش فرشتہ سامنے آیا۔ اور نہایت دلداری کے انداز میں کہا کہ صادق مت گھبراؤ یہ جہاز سلامتی کے ساتھ ساحل پر پہنچ جائے گا۔ اس بشارت کے بعد آپ کپتان جہازیوں اور مسافروں کو تسلی دینے لگے۔

لیکن خطرہ تو سامنے ہی منڈلا رہا تھا۔ اس لئے کسی کو یقین نہ آتا تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی پیشگوئی اور فرشتہ کی بشارت صحیح ثابت ہوئی اور جہاز خیر و خوبی کے ساتھ ساحل فرانس پر پہنچ گیا۔

مجذوب کی بشارت آپ نے ایک اور قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب غیر احمدیوں۔ عیسائیوں اور آریوں نے ایک طوفان مخالفت برپا کیا۔ تو ایک دن آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ لاہور میں بیٹھے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور دوپہر کا وقت کمرہ کا دروازہ بند تھا۔ اور سبھی اس فتنہ اور مستقبل احمدیت کے متعلق غور کر رہے تھے۔ کہ یکایک کمرہ کا دروازہ کھلا اور ایک مجذوب سا آدمی نمودار ہوا اور سوال کیا کہ آپ لوگ کیا سوچ رہے ہیں؟ کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ اگر ایک گڈریئے کی ہزار بھیڑیں ہوں اور ان میں سو اچھی نسل کی ہوں اور وہ ان پر خاص نشان لگا دے تو کیا جب ضرورت پیدا ہوگی تو وہ گڈریا ان سو بھیڑوں کو ہزار سے الگ کرلیگا یا نہیں؟ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جواب دیا کہ وہ الگ کرلیگا۔ تو اس مجذوب نے جواب دیا کہ یہی مثال خدا اور اس کے بندوں کی ہے۔ خدا کے کروڑوں بندے ہیں مگر کچھ بندوں کو اس نے پہلے سے مسیح کی حمایت و نصرت کیلئے منتخب کر دیا ہے۔ وہ سب ان بندوں کو منتخب کر لیا جائیگا۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ مجذوب یہ بول کر دروازہ بند کیا اور غائب ہو گیا۔ پھر ہم لوگوں نے کبھی اس کو نہیں دیکھا (باقی)

اشاعت وتقسیم لٹریچر

خدا تعالیٰ کے فضل سے نظارت دعوت و تبلیغ کے انتظام اشاعت وتقسیم لٹریچر کا کام ہندوستان بھر میں ہو رہا ہے۔ اور اس کے عمدہ نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ ماہ فروری میں ۵۲۰۰ کی تعداد میں کتب، رسائل اور ٹریکٹ مرکزی دفتر کی طرف سے تقسیم کئے گئے۔ علاوہ مرکزی دفتر کے کام کے کلکتہ کی جماعت نے بفضلہ تعالیٰ بہت عمدہ کام کیا۔ اور حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب اور جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنت کنٹہ اشاعت لٹریچر کے کام میں نہایت اعلیٰ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ماہ فروری میں جو لٹریچر جماعتوں اور افراد کو بھجوایا گیا اس کا گوشوارہ ذیل میں احباب کی آگاہی کے لئے پیش ہے۔

جو جماعتیں اور احباب لٹریچر منگوانا چاہیں وہ ڈاک کا خرچ بذریعہ منی آرڈر بھجوا کر مفت لٹریچر طلب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب احباب کو اس خاص زمانہ میں بہترین خدمت سرانجام دینے اور اسلام اور احمدیت کے نام کو روشن کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔

گوشوارہ تقسیم و ترسیل لٹریچر ماہ فروری ۱۹۵۶ء از دفتر مرکزی نشر و اشاعت دعوت و تبلیغ قادیان

نام لٹریچر	تعداد
پیغام صلح اردو	۱۳۲
خصوصیات قرآن انگریزی	۱۱۹
پیغام صلح ہندی	۱۱۴
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگریزی	۴۲
تحریک احمدیت ہندوستان میں انگریزی	۲۹۱
کرشن اوتار کا پیغام اردو	۵۵
" " " ہندی	۲۱۲
تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں	۱۵۷
عقائد و تعلیمات اردو	۱۱
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں انگریزی	۱۹۰
سیرت و سوانح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اردو	۳۹
محامد خاتم النبیین اردو	۴۷
آسمانی تحفہ اردو	۵۰۹
مولانا مودودی کے بیان پر تبصرہ اردو	۱۲
آکاشی سوغات گورمکھی	۴۲۳
حقیقی اسلام اردو	۴۵
آکاشی بھینٹ ہندی	۶۰۲
خاتم النبیین کے بہترین معنی اردو	۴۷
وہی ہمارا کرشن ہندی	۳۴
تناسخ یا آواگون اردو	۶۵
اسلام یا اشتراکیت اردو	۶
احمدیت کا پیغام انگریزی	۴۲
زندہ اسلام اردو	۲۹
احمدی مسلمان ہیں اردو	۲۴
مولانا مودودی کے رسالہ قادیانی مسئلہ کا جواب	۷
اس زمانہ کے امام کو ماننا ضروری ہے اردو	۱۳۲
زمانہ کے خلیفہ اور مجدد کو مانو۔ اردو	۱۳۲
نماز کی ضرورت انگریزی	۶۹
حکومت وقت اور جماعت احمدیہ اردو	۲۴۰
ضرورت مذہب اردو	۲
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگریزی	۱۴۳
اس زمانے کا اوتار (بنگالی)	۸
وہی مہاما کرشن (بنگالی)	۱۰
انکشاف حقیقت حصہ دوئم اردو	۲
موجودہ زمانہ کا اوتار اردو	۴
خلافت ثانیہ کا قیام اردو	۱۰
بیان اردو	۴
خطبہ جمعہ جبتک مسلمان تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کرتے وہ دوسروں پر غلبہ نہیں پا سکتے اردو	۵
ختم نبوت پر فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اردو	۵
تبلیغ کی اہمیت اور ہجرت کا مسئلہ اردو	۵
آنحضرت صلعم کا بے مثل نمونہ صبر اور شاہ حبشہ کو دعوت حق ایک برہمو سماج کے قلم سے اردو	۶۴
محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اردو	۲۴
حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور تعلیم وحدانیت اردو	۳
جری اللہ فی حلل الانبیاء اردو	۵
مولوی محمد علی کا جنگ موعود نبی سے اردو	۵
ذریت طیبہ اردو	۵
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مباحثہ بمقام بساونت باڑی علاقہ کوکن۔ اردو	۴
الحمد للہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیوالے کے لئے ابتدائی ہدایات	۲۴
برکات خلافت اردو	۵
کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے	۵
حقیقۃ الامر یعنی مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کا جواب اردو	۵
سوانح و کارنامے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ انگریزی	۹
عیسائی بھائیوں کو ایک مشورہ (انگریزی)	۱۹۰
ناقابل تسخیر قلعہ (انگریزی)	۱۹۵
وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر علمائے سلف کا فتوے اردو	۱۹
کشتی نوح	۱
الفضل جوبلی نمبر	۲
ترجمۃ القرآن انگریزی تفسیر جلد اول	۱
وہی ہمارا کرشن بزبان اڑیا	۱۰
نجم الہدیٰ اردو	۱
غیر مبائعین کے چار شبہات کا ازالہ اپنیالہ کے ایک معترض کے مکتوب کا جواب اردو	۲
نظام نو انگریزی	۲
تحریک جدید کے بیرونی مشن اردو	۳
قبر کے عذاب سے بچو اردو	۲۳
ہمارے عقائد اردو	۳۲
ستیارتھ پرکاش (آریہ مت پر تبصرہ) اردو	۲
سوانح حیات حضرت مرزا بشیر الدین محمود ایدہ اللہ تعالیٰ اردو	۲
ہندو دھرم میں کثرت ازدواج اردو	۳
" " " ہندی	۳
جماعت احمدیہ کا عقیدہ حضرت محمد صلعم کی شان کا انسان آج تک پیدا ہوا ہے نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔	۱۰
اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی	۱۵
احمدی غیر احمدی میں فرق انگریزی	۱
احمدیت یعنی حقیقی اسلام انگریزی	۱
تحفۃ النصاریٰ	۳
احمدیت کیا ہے انگریزی	۱
احمد (سیرت مسیح الموعود) انگریزی	۱
تحفہ شہزادہ ویلز انگریزی	۱
احمدیہ موومنٹ انگریزی	۲
احمدیہ البم انگریزی	۱
حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے خاندان کے حالات انگریزی	۱
سرشت الطبیعت انگریزی	۷
امریکہ میں تبلیغ اسلام انگریزی	۱
اکناف عالم میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ اردو	
دعوت نامہ بخدمت جمیع علماء کرام و صوفیائے عظام و دیگر ہمدردان اسلام اردو	۲
پر گئے بٹالے واگورو گورمکھی	۵۰
تفسیر کبیر سورۃ الکافرون تا سورۃ الناس جلد ششم جزو آخر	۱
اسلام اور دیگر مذاہب عربی	۵
رسالہ البشریٰ عربی	۵
مکتوب عربی	۱
محمد رسول اللہ و خاتم النبیین عربی	۱
قرآن کریم مترجم	۱
چارٹ (خدمت اسلام کا اہم کام تبلیغ اسلام) اردو	
بشارت احمد حصہ خاتم اردو	۵
ہمارا مذہب اردو	۲
تبلیغ حق (تقریر جلسہ سالانہ لاہور حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ) اردو	
اسلامی اصول کی فلاسفی ہندی	۱
ختم نبوت کی حقیقت اردو	۱
اسلامی نماز ہندی	۱
مذہب اور سائنس اردو	۳
متفرق لٹریچر	۳۱
کل میزان	۵۲۰۰

سپاس نامہ (بقیہ صفحہ)

انتھک کوششوں سے احمدیت اور اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ اور ان بزرگوں کے وقت میں اخبارات و پمفلٹ بھی شائع ہوا کرتے تھے۔ جن میں الزامات کا رد اور حضرت اقدس کی اصل تعلیم پیش کی جاتی تھی۔ مگر افسوس کہ آج ہم میں یہ بزرگ موجود نہیں تاہم ان کی اولاد اب تک ہے۔ اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کوشاں ہے۔

ہم نے معزز مسلمانان ملک میسور و شہر بنگلور کو بھی اس مقدس کام کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ احباب جنکو ہمارے عقائد کے متعلق شبہ میں ڈالا گیا ہے ہم نے ان کی خدمت میں بارہا اپنے عقائد کو پیش کیا ہے اور آج آپ کی موجودگی میں پھر اعلان ہم اپنے عقائد کو بیان کرتے ہیں۔ ہمارے عقائد وہی ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں۔ ہمارا قرآن مجید ہماری نماز، ہمارا قبلہ اور ہمارا حج ہمارا کلمہ اور ہمارے روزے وہی ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں۔ اور ہم سچے دل سے مسلمان ہیں اور ہر وہ بات جس کا ماننا ایک سچے مسلمان کے لئے ضروری ہے اُسے مانتے ہیں اور ہر وہ بات جس کا رد کرنا ایک سچے مسلمان کیلئے ضروری ہے اسے رد کرتے ہیں۔ اور وہ شخص جو باوجود ان تمام صداقتوں کے تصدیق کرنیکے لئے اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو ماننے کے ہمارے عقائد کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ہمیں کسی نئے مذہب کے ماننے والا قرار دیتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہے۔

فتوی صرف منہ کی بات پر لگایا جاتا ہے نہ کہ دل کے خیالات پر، کیونکہ دل کے خیالات صرف خدا تعالیٰ ہی آگاہ ہوتا ہے۔ جو شخص کسی دوسرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ جو کچھ یہ منہ سے کہتا ہے وہ اس کے دل میں نہیں ہے۔ وہ خدائی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ کیونکہ دلوں کا حال جاننے والا صرف اللہ ہے اس کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی کے دل میں کیا ہے۔

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آنمکرم کے اس مبارک سفر کو کامیابی کیساتھ اختتام تک پہنچائے اور ہزاروں سعید روحوں کو حق کے قبول کرنیکی توفیق بخشے آمین۔ ہم ہیں افراد جماعت احمدیہ بنگلور سٹی۔

تحریک جدید کے وعدوں کی اہمیت

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ وعدہ کنندگان تحریک جدید کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:۔

" خدا تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ بہت بڑی ذمہ داری رکھتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ سے کئے جاتے ہیں وہ مسئول ہیں۔ یعنی ان کے بارے میں جواب طلبی ہوگی وہ آدمی جس نے وعدہ نہیں کیا۔ وہ کمزور ہے اور خدا تعالیٰ اُسے حقارت کی نظر سے دیکھے گا۔ لیکن جس نے وعدہ کیا ہے اور اُسے پورا نہیں کیا وہ مجرم ہے اور خدا تعالیٰ اُسے سزا دے گا۔ پس یہ وعدے معمولی چیز نہیں "۔

حضرت اقدس کا مندرجہ بالا ارشاد اس بات کا متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر کیا ہوا وعدہ پورا کیا جائے۔ تاکہ ہم خدا تعالیٰ کی سزا سے بچ سکیں۔

۳۱ر مارچ تک سو فی صدی وعدہ ادا کرنے والے سابقون الاولون کی فہرست دعا کے لئے حضرت اقدس کے پاس جائے گی۔ دوستوں کو اسی تاریخ تک اپنے وعدے پورے کرنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

نہایت ضروری اعلان

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد گرامی اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کے مطابق پندرہ مولوی تیار کرنے کی ایک سکیم نظارت ہذا میں زیر غور ہے۔ اس کلاس میں داخلہ لینے والے مستحق طلباء کو انجمن کی طرف سے کتب وغیرہ کی تعلیمی سہولیات کے علاوہ مبلغ -/۲۰ اور -/۲۵ روپے کے درمیان ماہوار وظیفہ بھی ملے گا۔ ایسے احباب کو بعد تکمیل تعلیم کم از کم دس سال تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہدایات کے ماتحت انجمن کے مقرر کردہ مشاہرہ پر ہندوستان میں فریضہ تبلیغ ادا کرنا ہوگا۔ ہم خرما وہم ثواب کا یہ نادر موقعہ ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے کم از کم مڈل پاس طلباء خدمت دین کے لئے آگے بڑھیں۔ اور مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اپنی درخواستیں اپنے مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحبان کی سفارش کے ساتھ معہ نقول سرٹیفکیٹ جلد نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ تاکہ جلد انتخاب کر کے ماہ اپریل میں کلاس جاری کی جا سکے۔ کوائف:۔ ۱۔ نام۔ ۲۔ ولدیت۔ ۳۔ سکونت معہ پورا پتہ ۴۔ عمر۔ ۵۔ صحت۔ ۶۔ مڈل یا میٹرک امتحان کس سال پاس کیا (مصدقہ نقل سند ہمراہ ارسال فرما دیں) ۷۔ والد یا سرپرست کا ذریعہ معاش اور اندازہ ماہوار آمد۔ ۸۔ تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ صاحب۔

(نوٹ) درخواست کنندہ کے لئے اردو زبان کا لکھنا۔ پڑھنا جاننا ضروری ہے۔ ۲۔ قرآن مجید بآسانی پڑھ سکتا ہو۔ ۳۔ سلسلہ کے لٹریچر سے کافی واقفیت رکھتا ہو۔ ۴۔ عمر تیرہ سال سے کم اور بیس سال سے زائد نہ ہو۔ ۵۔ شادی شدہ نہ ہو۔ درخواست میں ان امور کی بھی وضاحت کی جائے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۹ر مارچ ۱۹۵۶ء کے صفحہ ۱۰ کے کالم نمبر ۱، ۲ میں جو اعلان نتیجہ امتحان کتاب 'منصب خلافت' شائع ہوا ہے۔ اس میں بعض غلطیاں ہیں متعلقہ احباب تصحیح فرمالیں۔

۱۔ جماعت احمدیہ قادیان۔ سطر نمبر ۱ البشیر احمد خاں کی بجائے بشیر احمد خاں صاحب پڑھا جائے۔

۲۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن۔ سطر نمبر ۲ خلیل جی کی بجائے خلیل حج صاحب پڑھا جائے۔

۳۔ جماعت احمدیہ بھرت پور۔ سطر نمبر ۳ محمد حسین کی بجائے محمد حنیف صاحب پڑھا جائے۔

۴۔ جماعت احمدیہ دیودرگ۔ سطر نمبر ۲ ناصرہ بیگم صاحبہ کے ۸۰ نمبر ہیں۔

۵۔ آئیٹم نمبر ۱۴ کے احباب جماعت احمدیہ کرڈاپلی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی جماعت کے عبدالشکور صاحب کے نمبر ۴۰ ہیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

دعائے مغفرت میرے بڑے بھائی منظور احمد صاحب جو زائد عرصہ ایک سال بعارضہ ٹی بی بیمار چلے آرہے تھے۔ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۵۶ء کو میو ہسپتال لاہور میں وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت فردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ مرحوم فاطمہ بیگم اہلیہ محمود احمد عارف درویش قادیان)

ادائیگی بجٹ اور بقایا دار احباب کے متعلق

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد

حضور فرماتے ہیں:۔ " بے شک بجٹ طاقت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ مگر کتنی طاقت۔ کیا آپ لوگ خدا تعالیٰ کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ ہم پچاس فی صدی چندہ نہیں دیتے تھے اس لئے ہم نے آمد و خرچ میں کمی کر دی ہے کیا کوئی جماعت ایسی ہے جو یہ بتا سکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ لکھا ہے کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہیں دیتا وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ اس کے مطابق اس نے چندہ نہ دینے والوں کا معاملہ پیش کیا ہے۔ باتیں کرنی آسان ہیں لیکن کام کرنا مشکل ہے آپ لوگوں نے طاقت استعمال نہیں کی۔ ...... ایسے نادہندگان جماعتوں میں موجود ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ لیکن تم لوگ ان کے ڈر کی وجہ سے یا ان کے لحاظ کی وجہ سے اُنہیں اپنے ساتھ رکھتے ہو اور پھر کہتے ہو کہ چندہ وصول کرنے کا ہم نے پوری کوشش کر لی ہے۔ اسی بات میں تم غلطی پر ہو اور یقیناً غلطی پر ہو ایسے نادہندوں کے پاس جاؤ جو احمدی کہلا کر چندہ نہیں دیتے اور انہیں بتلاؤ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حکم ہے۔ پھر بھی اگر وہ کہتے ہیں کہ نہیں دیتے تو ان کا معاملہ پیش کرو اس کے بعد خدا تعالیٰ جو علام الغیوب ہے اس کے سامنے تم جواب دے سکتے ہو کہ ہم نے اپنی طرف سے کوشش کر لی ہے۔ تم انسانوں کو دھوکہ دے سکتے ہو مگر خدا تعالیٰ کو نہیں دے سکتے "۔

سیدنا حضرت اقدس کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدہ داران کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ وہ فوری طور پر اپنی اپنی جماعتوں کے بجٹ اور بقایا کا جائزہ لیں اور بقایا دار احباب کی اصلاح کے لئے مؤثر قدم اٹھا کر مرکز میں اطلاع دیں۔

موجودہ مالی سال کے ساڑھے دس ماہ گذر چکے ہیں۔ اور اب صرف ۱½ ماہ باقی ہے۔ اس عرصہ میں زیادہ سے زیادہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ جملہ جماعتوں کے بقایا دار اپنے ذمہ کے بجٹ کو سو فی صدی پورا کر کے سابقہ کوتاہی کا ازالہ کریں اور جو تحریک ترغیب کے باوجود اپنی حالت پر مصر ہوں اُن کی رپورٹ معین طور پر مرکز میں آنی چاہیئے۔ جماعتوں کے امراء۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال کا فرض ہے کہ وہ اپنی جدوجہد میں نمایاں تیزی پیدا کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان

زکوٰۃ کی اہمیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

" جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو مگر ادا نہ کی جائے۔ بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں شامل رہنے دیا جائے تو وہ دوسرے مال کو بھی تباہ کر دے گا "

اگر احباب جماعت توجہ کریں تو خدا کے فضل سے ہر گھر سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ بہت سے زیورات ہیں جن کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی۔ اکثر ایسی تجارتیں ہیں جن پر ادائیگی زکوٰۃ لازمی ٹھہرتی ہے۔ لیکن احباب اس فریضہ کی ادائیگی سے غفلت اختیار کر رہے ہیں۔ حالانکہ ایمان کی حفاظت کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی از حد ضروری ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

" زکوٰۃ ایک شرعی فرض ہے اور نہ دینے والے کو مرتد قرار دیا گیا ہے "۔

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جب عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ تو ایسے لوگوں کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختی سے جنگ کی اور نادہندگان سے زکوٰۃ وصول کی اور تاریخ اسلام میں سوائے اس فریضہ کے اور کسی فریضہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے جنگ کا ہونا ثابت نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرض کی ادائیگی کس قدر ضروری ہے۔

پس احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس شرعی فریضہ کی ادائیگی کر کے اپنے ایمان کی حفاظت اور اپنے مال کی پاکیزگی کی فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہندوستانی نئے سکّے

یکم اپریل ۱۹۵۷ء کا دن ہندوستان کی تاریخ میں ایک باب کا اضافہ کرے گا۔ جب کہ نئے اعشاری سکّے جاری کئے جائیں گے۔

موجودہ سکے بھی تین سال تک قابلِ استعمال رہیں گے۔ سکّوں کی تبدیلی کا اثر تمام چیزوں پر پڑیگا مگر ڈاک کی شرحیں یہ ہوں گی۔

۲ آنے والا لفافہ ۱۳ نئے پیسے۔ سنگل کارڈ ۵ نئے پیسے۔ جوابی کارڈ ۱۰ نئے پیسے۔ فیس رجسٹری خط ۶۲ نئے پیسے۔

فیس منی آرڈر:- پانچ روپے پر ۱۳ نئے پیسے۔

رقم	فیس	رقم	فیس
دس روپے پر	۱۹ نئے پیسے	۴۰ روپے پر	۶۳ نئے پیسے
پندرہ روپے	۲۵ 〃 〃	۴۵ 〃	۷۵ 〃 〃
۲۰ یا ۲۵ 〃	۳۸ 〃 〃	۵۵ 〃	۸۸ 〃 〃
۳۰ 〃	۵۰ 〃 〃	۶۰ 〃	۹۶ 〃 〃
۳۵ 〃	۵۶ 〃 〃	۶۵ 〃	۱۰۰ 〃 〃

نئے پیسے کی شرح تبادلہ

آنے	نئے پیسے	آنے	نئے پیسے
ایک آنہ	۶ نئے پیسے	۹ آنے	۵۶ نئے پیسے
دو آنے	۱۳ 〃 〃	۱۰ 〃	۶۲ 〃 〃
۳ 〃	۱۹ 〃 〃	۱۱ 〃	۶۹ 〃 〃
۴ 〃	۲۵ 〃 〃	۱۲ 〃	۷۵ 〃 〃
۵ 〃	۳۱ 〃 〃	۱۳ 〃	۸۱ 〃 〃
۶ 〃	۳۷ 〃 〃	۱۴ 〃	۸۷ 〃 〃
۷ 〃	۴۴ 〃 〃	۱۵ 〃	۹۴ 〃 〃
۸ 〃	۵۰ 〃 〃	۱۶ 〃	۱۰۰ 〃 〃

مد	فیس
فیس بیمہ شدہ مالیت کے لئے پہلے ایک سو روپے پر	۳۷ نئے پیسے
بعد کے ہر سینکڑے یا اس کے کسی حصہ پر	۲۰ 〃 〃
رجسٹری کی فیس	۵۰ 〃 〃
سرٹیفکیٹ آف پوسٹنگ	۳ 〃 〃
جوابی رجسٹری کے لئے مزید	۲۰ 〃 〃
غیر رجسٹری شدہ خط پر لیٹ فیس (مجازہ ڈاکخانوں میں)	۲ 〃 〃
غیر رجسٹری شدہ خط پر لیٹ فیس (غیر مجازہ ڈاکخانوں میں)	۲۰ 〃 〃

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ مارچ ۱۹۵۷ء میں ختم ہے

۱۰۵۵ مکرمی سید بدر الدین صاحب کلکتہ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء
۱۰۷۹ مکرمہ والدہ صاحبہ سردار امیر محمد خاں کوٹ قیصرانی (پاکستان) 〃 〃
۱۳۸۹ مکرمی سیٹھ عقیل صاحب پوسٹ ماسٹر ریلفیا حیدر آباد دکن 〃 〃
۱۴۹۱ 〃 سید حسن شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر سارنگ (بمبئی) 〃 〃
۱۲۹۵ 〃 سید برہان الدین احمد شاہ صاحب قادری آسکا (اڑیسہ) 〃
۱۴۸۷ 〃 عبد الغنی صاحب سیکرٹری مال ماندہ جین (کشمیر) 〃 〃
۱۲۲۹ 〃 محمد عبد اللہ بٹ ریشی نگر (کشمیر) 〃 〃
۱۵۳۴ 〃 شیخ طاہر الدین صاحب بی۔ اے کیرنگ (اڑیسہ) 〃
۱۱۱۳ 〃 محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال کرڈا پلی (اڑیسہ) 〃
۱۵۰۶ 〃 مسٹر ایم۔ اے سلطان غوث صاحب ناریلیسس 〃 〃
۱۰۷۲ 〃 منشی محمد حنیف صاحب کریل (یو۔پی) 〃
۱۴۱۱ 〃 ماسٹر عبد الرزاق صاحب بھدرواہ (کشمیر) 〃 〃
۱۴۸۸ 〃 انچارج صاحب انجمن احمدیہ دہلی 〃 〃
۱۵۶۲ 〃 محمد ظفر اللہ خاں صاحب منو آباد نواب شاہ سندھ (پاکستان) 〃
۱۵۱۲ محترمہ اہلیہ صاحبہ ماسٹر اکوڑ خان صاحب معرفت محترم سید بشارت احمد 〃
۱۵۶۹ مکرم محمد علی صاحب سیکرٹری مال ڈیرہ غازیخان (پاکستان) ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء
۱۲۲۴ 〃 سید محی الدین صاحب کوراپٹ (اڑیسہ) 〃 〃
۱۵۸۵ 〃 مسٹر ایس۔ اے رحمٰن صاحب جہلی 〃 〃
۱۵۸۶ 〃 وی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ٹرور (مالابار) 〃 〃
۱۵۸۹ 〃 مولوی بہادر خاں صاحب سانتھن (یو۔پی) 〃 〃
۱۵۹۲ 〃 رحمت اللہ صاحب بیجاپوری شولاپور (بمبئی) 〃 〃
۱۵۳۶ مکرمہ جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ (بہار) 〃 〃